ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

15 ستمبر 2004ء — 29 رجب المرجب 1425ھ

www.tanzeem.org

## جو اپنی راہ پر قائم رہے!

شاہ ولی اللہؒ کو اللہ تعالیٰ نے مغربی ہند کے ملاحدہ کی ردّ اور اصلاح کے لئے مامور کیا تھا اور یہ کام اُنہوں نے نہایت خوبی سے کیا ہے۔ ان کی کتاب ''فضیلت الشیخین'' بھی ملاحظہ فرمایئے۔ اس کے آخری حصّے میں تصوف پر انہوں نے خوب بحث کی ہے۔ امام غزالیؒ کی نسبت یہ فیصلہ کرنا کہ وہ ہمہ اوست یا ہمہ از وست کے قائل تھے' نہایت مشکل ہے۔ وہ فلسفی تھے اور دونوں طرفوں کی مشکلات کو خوب سمجھتے تھے۔ حال کے حکماء میں جرمنی کا مشہور فلسفی لاٹسا بالکل دوسرا غزالی ہے' یعنی خدا کے سمیع و بصیر ہستی ہونے کا بھی قائل ہے اور ساتھ اس کے اس بات کا بھی قائل ہے کہ وہ ہستی ہر شے کی عین ہے۔ میرے نزدیک منطقی اعتبار سے کوئی آدمی ایک ہی وقت میں ان دونوں شقوں کا قائل نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے لاٹسا کا فلسفہ یورپ میں مقبول نہ ہوا۔

گو اس کی تعلیم اس قسم کی تھی کہ وحدت الشہود اور وحدت الوجود دونوں کی طرف میلان رکھنے والی طبائع کے لئے موزوں تھا۔ مگر میرا مذہب تو یہ ہے کہ یہ سارے مباحث مذہب کا مفہوم غلط سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ مذہب کا مقصود عمل ہے نہ (کہ) انسان کے عقلی اور دماغی تقاضوں کو پورا کرنا۔ اسی واسطے قرآن شریف کہتا ہے: ﴿وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ ''اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے'' اگر مذہب کا مقصود عقلی تقاضوں کو پورا کرنا ہو بھی (جیسا کہ ہنود کے رشیوں اور فلسفیوں نے خیال کیا ہے) تو زمانۂ حال کی خصوصیات کے اعتبار سے اس کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ اس وقت وہی قوم محفوظ رہے گی جو اپنی عملی روایات پر قائم رہ سکے گی۔

''اس دور میں سب مٹ جائیں گے' ہاں باقی وہ رہ جائے گا
جو اپنی راہ پر قائم ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے''

مکتوب بنام خان نیاز الدین خان

تحریر: علامہ محمد اقبال

## اس شمارے میں

اسلام میں پردے کے احکام

تحریک رجوع الی القرآن
اصل ہدف اور تاریخی پس منظر

وزیراعظم شوکت عزیز!

اسلام میں ریاکاری کی مذمت

سحر قریب ہے اللہ کا نام لے ساقی!

قرآن سمجھ کر پڑھنا

بے سبب نہیں یہ مجبوری و مقہوری

U-Turn

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

# سورۃ آل عمران (آیات 86 تا 91)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ
اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾﴾

"اللہ ایسے لوگوں کو کیوں کر ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور (پہلے) اس بات کی گواہی دے چکے کہ یہ پیغمبر برحق ہیں اور اُن کے پاس دلائل بھی آ گئے۔ اور اللہ بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ اُن پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور انسانوں کی سب کی لعنت ہے۔ ہمیشہ اس لعنت میں (گرفتار) رہیں گے۔ ان سے نہ تو عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ ہاں جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنی حالت درست کر لی تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ایسوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی اور یہ لوگ گمراہ ہیں۔ جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنی چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر کر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور اُن کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔"

"کیونکر ہدایت دے گا اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے"۔ یہ اُن لوگوں کی کیفیت بیان کی گئی ہے جن کے دل ایمان لا چکے تھے حقیقت اُن پر منکشف ہو چکی تھی۔ جیسا کہ سورۃ النمل میں آئے گا "انہوں نے انکار تو کیا لیکن اُن کے جی اُس کا یقین کر چکے تھے یہ انکار بے انصافی اور غرور کی وجہ سے تھا"۔ (آیت 14) پس اُن کے دل تو مان چکے تھے کہ بات صحیح ہے البتہ زبان سے انکار کر رہے تھے جس کی وجہ اُن کی جھوٹی انا تھی۔

"وہ گواہی دے رہے تھے کہ رسول (ﷺ) حق ہیں"۔ آپس میں باتیں کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی حقانیت کا اقرار کرتے تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ جب علقمہ کے دو بیٹے ابوحارثہ اور کرز نجران سے چلے تھے تو راستے میں کرز کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی تو کہنے لگا ہلاک ہو وہ دور والا (یعنی محمد ﷺ) جس کی طرف ہم جا رہے ہیں۔ اس پر بڑے بھائی ابوحارثہ نے کہا تیری ماں ہلاک ہو جائے۔ اس پر کرز نے کہا میں نے تو محمد (ﷺ) کے لئے یہ جملہ بولا تھا، تمہیں اس قدر برا کیوں لگا؟ اُس نے کہا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ وہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے۔ ہم اُن کی شان میں گستاخی نہیں کریں گے ورنہ پکڑے جائیں گے۔ اس پر بھائی نے کہا پھر مانتے کیوں نہیں؟ تو کہنے لگا ان بادشاہوں نے ہمیں بڑا مقام دے رکھا ہے۔ ہمیں مال و دولت دی حیثیت اور مراتب دیئے اگر ہم محمد (ﷺ) کو مان لیں تو یہ سب چھن جائے گا۔ اندازہ کیجئے کہ اُن کا یہ حال تھا جب وہ مباہلے کے لئے آ رہے تھے۔ تو جب آپ ﷺ سے ملاقات اور بات چیت کے بعد واپس جا رہے تھے تو پھر اُن کا حال کیا ہوگا؟

تو اُن کے دل رسول اللہ ﷺ کی حقانیت تسلیم کر چکے تھے جو اُن کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ تو وہی لوگ ہیں کہ جن کا بدلہ یہ ہے کہ اُن پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی بھی اور تمام انسانوں کی بھی (یہ الفاظ سورۃ البقرہ میں بھی آ چکے ہیں) یہ اسی لعنت میں ہمیشہ رہیں گے اُن کے عذاب میں کوئی تخفیف نہیں کی جائیگی اور نہ ہی اُنہیں کوئی مہلت دی جائے گی۔

ہاں ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں گے اور اپنی اصلاح کر لیں گے تو جان لیں یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ جن لوگوں نے اس کے باوجود بھی کفر کو قبول کئے رکھا کہ اُن کے دل رسول اللہ ﷺ کی حقانیت تسلیم کر چکے ہیں، پھر وہ کفر میں ہی آگے سے آگے نکلتے گئے تو ایسے لوگوں کی توبہ کبھی قبول نہیں کی جائے گی اور وہ یقیناً گمراہوں میں سے ہیں۔

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اسی حالت کفر میں مر گئے تو ان میں سے کسی ایک سے زمین کی مقدار کے برابر سونا بھی فدیے میں قبول نہیں کیا جائے گا۔ ظاہر ہے وہاں اس طرح کے فدیے کی کوئی شکل ممکن نہ ہوگی۔ تو گویا بتایا جا رہا ہے کہ وہ کسی صورت عذاب سے چھوٹ نہ سکیں گے۔ (یہی مضمون بیان ہوا ہے سورۃ البقرہ کی آیت 123 میں) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے اور اُن کی مدد کرنے والے کوئی نہ ہوں گے۔

فرمانِ نبوی

# نئی حکومت کی اہم ذمہ داریاں

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی یَنَالَهٗ، ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهٗ جَوْرَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهٗ عَدْلَهٗ فَلَهُ النَّارُ)) (رواہ ابو داوٗد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے مسلمانوں پر قاضی (حاکم) کے عہدہ کی طلب و جستجو کی یہاں تک کہ وہ اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر اس کا عدل و انصاف اس کے ظلم و ستم پر حاوی رہا تو اس کے لئے جنت ہے اور جس کا ظلم و ستم اس کے عدل و انصاف پر چھایا رہا تو اس کے لئے جہنم ہے"۔

# اسلام میں پردے کے احکام

بیسویں صدی کے عالم اسلام کے سب سے بڑے مفکر اور شاعر علامہ اقبال کے نام سے منسوب لاہور میں ایک رفیع الشان ''ایوانِ اقبال'' چند برس پہلے تعمیر کیا گیا ہے۔ ایوانِ اقبال کا ہال شہر لاہور کا سب سے بلند' وسیع اور کشادہ ہال ہے۔ یہاں سینکڑوں نہیں' بلکہ ہزاروں افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ اتوار 5 ستمبر کو صبح دس بجے ''ایوانِ اقبال'' کا یہ ہال زندہ دلانِ لاہور سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور یہ محاورہ حقیقت بن گیا تھا کہ تل دھرنے کی بھی گنجائش نہ تھی۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ ''ایوانِ اقبال'' میں آج تک اتنا بڑا جلسہ نہیں ہوا تھا' جس میں ''تنظیم اسلامی'' کے ارکان کم اور ''تنظیم'' سے باہر کے مرد اور خواتین زیادہ تھے۔ آج یہاں اقبال کا ایک شیدائی ایک انتہائی اہم اور نازک مسئلے پر خطاب کرنے والا تھا' یعنی ڈاکٹر اسرار احمد جو ساٹھ برس سے لگاتار روز وشب اسلامیانِ ہندوپاک کو اقبال کی وساطت سے قرآن کی راہ پر لے جانے کی سعی کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے خطاب کا موضوع تھا: ''اسلام میں پردے کے احکام اور اقوام متحدہ کا سوشل انجینئرنگ پروگرام''۔ ساڑھے دس بجے انہوں نے اپنے خطاب کا آغاز پہلے اقوامِ متحدہ کے سوشل انجینئرنگ پروگرام سے کیا اور پُر اشتیاق حاضرین کو بتایا کہ جب سے امریکا کو رُوئے ارضی کی واحد سپریم طاقت کی حیثیت حاصل ہوئی ہے' اللہ کی بغاوت پر مبنی ایک ایسے عالمی اجتماعی نظام نے پورے کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے' جس کی تین سطحیں ہیں۔ سیاسی نظام' معاشی نظام اور معاشرتی نظام۔ ان تینوں سطحوں کے مختصر تعارف کے بعد آج کے خاص موضوع کے حوالے سے محترم ڈاکٹر صاحب نے مسلسل ڈھائی گھنٹے' کسی تکان کے بغیر' اہلِ مغرب اور اہل اسلام کے خاندانی نظاموں کا تقابلی تجزیہ کیا۔ مثالیں دے دے کر بتایا کہ آزاد جنس پرستی کا اصول مغرب میں حاوی ہو چکا ہے' یعنی مرد اور عورت کی مکمل مساوات۔ آپ جس طرح چاہیں' اپنی جنسی خواہش کو پورا کریں' بس دونوں طرف سے رضامندی ہونی چاہیے' جبر نہیں ہونا چاہیے۔ زنا بالجبر قانون کی خلاف ورزی شمار ہوتا ہے' لیکن زنا بالرضا کوئی جرم نہیں۔ اس مادر پدر آزادی کے نتیجے میں مغرب میں خاندانی نظام برباد ہو گیا۔ البتہ مسلم ممالک میں ابھی شرم وحیا کا کچھ عنصر باقی ہے اور خاندانی نظام کسی حد تک برقرار ہے۔ یہی بات مغرب کو منظور نہیں' اور مغرب کی طرف سے ایک زبردست تحریک چل رہی ہے کہ مشرق کی اس اچھی چیز کو بھی ختم کر دیا جائے۔ اہل اسلام بھی ہم جیسے ہو جائیں' ان میں بھی لبرل ازم اور روشن خیالی آ جائے۔

روشن خیالی اور آزاد عملی کی موجودہ معاشرتی اصطلاحات کی وضاحت کرنے کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب نے حاضرین کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ انسانی فطرت پر مبنی خاندانی نظام کو اپنانے کے لئے قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ مفسر قرآن مولانا امین الدین اصلاحی کے حوالے سے مولانا حمید الدین فراہی کے اس قول کی تصدیق کی کہ سورۃ نور کی آیات (27 تا 31) گھر کی چاردیواری میں' اور سورۃ احزاب کی آیت 59 گھر سے باہر' مسلمان عورت کے پردے سے متعلق ہیں۔ انسانی حجاب کے ضمن میں قرآنی آیات اور سنت رسولؐ پر عمل کرنے ہی سے ایک خوبصورت خاندانی نظام وجود میں آ سکتا ہے۔ ابھی ڈاکٹر صاحب کچھ اور کہنے والے تھے کہ اذان کی آواز سنائی دی' اور انہوں نے سوا بجے اپنا خطاب اللہ تعالیٰ کے حضور التجائیہ دُعا کے ساتھ ختم کر دیا۔

لیکن یہ سوال حاضرین کے دل میں باقی رہ گیا کہ جو کچھ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا' وہ سو فی صد درست' لیکن وہ کونسی دنیاوی اتھارٹی ہے جو احکامِ الٰہی کو نافذ العمل کرے؟ کیا مسلم مملکتوں کی موجودہ حکومتیں؟ نہیں۔ کیا سیکولرازم کی بنیاد پر قائم جمہوریتیں؟ نہیں۔ صرف نظامِ خلافت ہی میں یہ ممکن ہے۔ نظامِ خلافت ناممکن نہیں ہے' لیکن اس خواب کو مستقبل میں شرمندۂ تعبیر دیکھنے کے لئے بقول اقبال ایک دفعہ ماضی میں جانا پڑے گا۔

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر' اسلاف کا قلب و جگر

(ادارہ)


تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

| شمارہ | | جلد |
|---|---|---|
| شمارہ | 9 تا 15 ستمبر 2004ء | جلد |
| 35 | 23 تا 29 رجب المرجب 1425ھ | 13 |

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

**مجلس ادارت**

ڈاکٹر عبد الخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6366638-6316638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ: 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)


☆.☆.☆


''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

## بڑے سائز کا قرآن پاک

❁ دنیا کے سب سے بڑے سائز کے قرآن پاک جس کا وزن 9000 کلوگرام ہوگا اور یہ 202 صفحات پر مشتمل ہوگا' انجینئر حاجی جاوید اقبال کی زیر سرپرستی اس کی ترقی و ترویج و اشاعت کا کام بہتری سے جاری ہے اور اب تک 17 پارے سے زائد کا کام مکمل ہو چکا ہے اور مکمل ہونے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس سب سے بڑی مقدس آخری کتاب کو مسجد نبویؐ میں رکھا جائے گا۔ یہ بات اس قرآن پاک کے خطاطی کرنے والے معروف خطاط سید خالد ممتاز مصطفائی رضوی نے یہاں اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے بتائی۔ اس موقع پر انہوں نے اب تک مکمل ہونے والے قرآن پاک کے نمونے بھی دکھائے۔ انہوں نے کہا کہ اس کام کا آغاز میں نے ڈھائی سال قبل کیا تھا۔ یہ قرآن پاک مکمل آٹومیٹک جدید ترین ڈیجیٹل سسٹم مکمل ریموٹ کنٹرول اینڈ ڈیجیٹل پینل سسٹم کے تحت ہوگا' اس کا ہر صفحہ خودکار نظام کے ساتھ الٹنے پلٹنے اور سننے کی سہولت خودکار آٹومیٹک سسٹم کی بدولت ہوگی اور اس کی آواز کی رینج ایک فٹ سے ایک ہزار فٹ تک جاسکے گی۔ انہوں نے بتایا کہ بذریعہ والیم سائز فی صفحہ 48 انچ ×96 انچ اور اس کی موٹائی 12 ملی میٹر ہوگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس کی تکمیل پر تقریباً 85 لاکھ سے 1 کروڑ تک لاگت آئے گی۔

## فلسطین

❁ اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون نے غزہ کے علاقے سے اسرائیلی فوج کے انخلا اور یہودی بستیوں کے خاتمے کے لئے ٹائم ٹیبل کابینہ کو پیش کر دیا ہے۔ اس ٹائم ٹیبل کے مطابق اسرائیلی فوج کو غزہ کے علاقے سے ستمبر 2005ء تک نکال لیا جائے گا اور 21 یہودی بستیاں ختم کردی جائیں گی۔ اس ٹائم ٹیبل کی منظوری 14 ستمبر تک لی جائے گی' جبکہ پارلیمنٹ سے 3 نومبر کو منظوری حاصل کی جائے گی۔ یہودی بستیوں کے خاتمے سے متاثر ہونے والوں کو معاوضہ دیا جائے گا۔

## افغانستان

❁ افغانستان کے سابق وزیراعظم اور ''حزب اسلامی'' کے سربراہ گلبدین حکمت یار نے افغانستان کے آئندہ صدارتی اور پارلیمانی انتخابات کے بائیکاٹ کی اپیل کرتے ہوئے افغان عوام سے کہا ہے کہ امریکا کی حمایت سے ہونے والے انتخابات سے دور رہیں۔ انتخابات میں حصہ لینا شہیدوں کے خون سے غداری ہے۔ قابض امریکی اور برطانوی فوج بھی روسی فوج کی طرح ذلیل و خوار ہو کر نکلے گی۔ (3 ستمبر)

## بنگلہ دیش

❁ بنگلہ دیش میں حزب اختلاف کی جماعت بی این پی کی طرف سے ہڑتال کی کال کے باعث روزمرہ کی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی۔ گزشتہ ہفتے کے دوران چوتھی بار ہڑتال کی کال دی گئی۔ ملک بھر کے تعلیمی ادارے اور کاروباری مراکز بند رہے۔ ٹرانسپورٹروں نے بھی مکمل ہڑتال کی۔ بی این پی کے سیکرٹری جنرل عبدالمنان نے ڈھاکا میں ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ ہڑتال کی یہ کال جلد وزیراعظم خالدہ ضیاء کے مستعفی ہونے کی تحریک میں بدل جائے گی۔ (چار ستمبر)

## نیپال

❁ عراق میں 12 نیپالیوں کے قتل کے خلاف نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں مسلمانوں کے خلاف مظاہرہ ہوا۔ مشتعل ہجوم نے دو مسجدوں کو نذر آتش کر دیا۔ ہجوم ''مسلمانوں کو سزا دو'' کے نعرے لگا رہا تھا۔ عربی زبان میں تحریر ہونے والی ہر چیز کو تہس نہس کر دیا گیا۔ قطر ایئر لائن کی عمارت کو بھی آگ لگا دی گئی۔ مصر کے سفارت خانے اور ایک درجن ریکروٹنگ ایجنسیوں پر حملے کئے گئے۔ پی آئی اے کے دفتر پر حملہ ہوا۔ پی آئی اے کی پروازیں غیر معینہ عرصے کے لئے معطل کی گئیں۔ پولیس کی فائرنگ سے دو افراد ہلاک ہوئے۔ شہر میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا۔ (2 ستمبر)

## بھارت

❁ سابق بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی کی بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی سرکردہ' انتہا پسند خاتون لیڈر اور مدھیہ پردیش کی سابق وزیر اعلیٰ اوما بھارتی نے وزارت علیہ سے مستعفی ہونے کے تیسرے روز 26 اگست کو دس برس قبل مسلم کش فسادات بھڑکانے کے مقدمے میں گرفتاری پیش کردی۔ کرناٹک کے جنوبی شہر ہبلی کی عدالت نے اوما بھارتی کو چودہ دن کے ریمانڈ پر جیل بھیج دیا۔ اوما بھارتی نے گرفتاری دینے کے لئے بھوپال سے بنگلور تک 400 کلومیٹر کا سفر ٹرین کے ذریعے طے کیا اور مسلم کش فسادات کے دوران کرفیو کی خلاف ورزی کر کے' مسلمانوں کی عیدگاہ میں بھارتی پرچم لہرانے کے اپنے فعل کو درست قرار دیتے ہوئے کہا' وہ بھارتی ترنگے کی خاطر ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔ (27 اگست)

## کشمیر

❁ 4 ستمبر کو دہلی میں ہونے والے پاکستان اور بھارت کے وزرائے خارجہ کے مذاکرات پر تبصرہ کرتے ہوئے کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئرمین سید علی گیلانی نے کہا کہ بھارت مسئلہ کشمیر کو حل کرنے میں قطعاً مخلص اور سنجیدہ نہیں ہے اور پاکستان اور حریت کانفرنس سے صرف وقت گزاری کے لئے مذاکرات کا ڈھونگ رچا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی وزیر خارجہ نٹور سنگھ کی پرانی رٹ (کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے) سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ وہ عالمی برادری کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے مذاکرات کا پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ (2 ستمبر)

## ملائیشیا

❁ ملائیشیا کی اعلیٰ عدالت نے سابق نائب وزیراعظم انور ابراہیم کو رہا کر دیا۔ وہ چھ برس سے مالی بدعنوانی اور دیگر الزامات کے تحت قید میں تھے۔ تین ججوں میں سے دو نے اپیل منظور کرتے ہوئے اُن کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ رہائی کے بعد انور ابراہیم نے موجودہ وزیراعظم عبداللہ بداوی کا شکریہ ادا کیا۔ ''ایمنسٹی انٹرنیشنل'' کی طرف سے انور ابراہیم کی رہائی کا خیر مقدم کیا گیا۔ ملائیشیا کے سابق وزیراعظم مہاتیر محمد نے اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت کا فیصلہ ہے۔ میری وزارتِ عظمیٰ کے دوران بعض لوگ سفارش کرتے تھے کہ انور ابراہیم پر رحم کیا جائے' مگر میرا جواب یہی ہوتا تھا کہ ان کے بارے میں فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے۔ (4 ستمبر)

## ایران

❁ ایران کی طرف سے یورینیم کی افزودگی دوبارہ شروع کرنے کے حوالے سے امریکا نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ایران کو ایٹمی خطرہ قرار دیا ہے' جبکہ عالمی ایٹمی ایجنسی نے ان امریکی الزامات کی تصدیق نہیں کی کہ ایران خفیہ طور پر ایٹمی ہتھیار تیار کر رہا ہے۔ (5 ستمبر)

### تصحیح

قارئین ندائے خلافت اور خریدار حضرات نوٹ فرمالیں کہ ندائے خلافت کے خصوصی شمارے ''مسئلہ کشمیر نمبر'' کی قیمت 30 روپے ہے جو غلطی سے 5 روپے پرنٹ ہوئی ہے۔

☆ تحریک رجوع الی القرآن کا اصل ہدف قرآن کی حدود کو نافذ کرنا ہے

☆ جس طرح اللہ کی ذات مطلق ہے اور اس کی کوئی حدود نہیں اسی طرح کلامِ الٰہی بھی مطلق اور لامحدود ہے

# تحریک رجوع الی القرآن: اصل ہدف اور تاریخی پس منظر

**مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں محترم بانیٔ تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے 27 اگست 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص**

میرے آج کے خطابِ جمعہ کا موضوع ''رجوع الی القرآن'' ہے' یعنی قرآن کی طرف مراجعت اور لوٹنا۔ اس حوالے سے میں آغاز اس نکتے سے کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کی طرف رجوع کا اصل ہدف کیا ہے۔ اس کی آخری منزل اور مقصود کیا ہے؟ اس کے لئے میں نے سورۃ المائدہ کی دو آیات کا انتخاب کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہم سے پہلی اُمت کو ''اہل الکتاب'' کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ اھل التوراۃ و اھل الانجیل دونوں اصل میں ایک ہی اُمت ہیں' اس لئے کہ حضرت مسیحؑ اپنی قوم کو یہ کہہ کر گئے تھے کہ تورات کے احکام تم پر بھی نافذ رہیں گے۔ سورۃ المائدہ کی آیت 68 میں آنحضور ﷺ کو حکم دیا گیا: ''(اے نبیؐ!) کہہ دیجئے اے کتاب والو' تم کسی راہ پر نہیں جب تک تورات اور انجیل کو اور جو کچھ تم پر تمہارے رب کی طرف سے اترا ہے (یعنی صحیفے) اس کو قائم نہ کر لو''۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتابیں اسی لئے نازل کرتا رہا ہے کہ لوگ ان سے ہدایت اخذ کریں اور ان کے احکامات کو اپنی زندگی میں نافذ کریں۔ اگر اس آیت میں یاَھل الکتب کی جگہ یا اھل القرآن اور التورۃ والانجیل کی جگہ القرآن کے الفاظ رکھ دیئے جائیں تو اس کا اطلاق مسلمانوں پر کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ پھر اس کا مفہوم یوں ہوگا کہ اے قرآن والو' تمہاری کوئی حیثیت اور مقام نہیں' چاہے تم تیس تیس لاکھ کی تعداد میں حج کرلو' ہم تم میں سے کسی کی بات نہیں سنیں گے جب تک تم قرآن مجید کو اور اس چیز کو قائم نہ کر لو جو تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے۔ قرآن مجید کے بعد چونکہ کوئی صحیفہ نازل نہیں ہوا' لہٰذا یہاں وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ سے مراد وحی خفی لی جائے گی' جس کا مظہر سنتِ رسولؐ اور حدیثِ رسولؐ ہے۔ وحی جلی قرآن ہے' جس کا ایک ایک حرف محفوظ ہے جبکہ وحی خفی احادیث کے اندر ہے۔ لہٰذا قرآن کو بھی نافذ کرنا ہوگا اور اللہ کے رسولؐ کی سنت کو بھی قائم کرنا ہوگا۔ اسی صورت میں ہماری دعائیں قبول ہوں گی اور جو ہم اللہ سے مانگیں گے' وہ عطا کیا جائے گا۔

آیت 66 میں اس کی معکوس صورت کا ذکر ہے کہ: ''اور اگر وہ (اہل کتاب) تورات اور انجیل کو اور اس کو جو کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا' قائم رکھتے تو اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی کھاتے''۔ یعنی اللہ کی برکات اوپر سے بھی نازل ہوتیں اور زمین سے بھی نکلتیں۔ اسی حوالے سے ایک حدیث مبارکہ کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی حدود میں سے ایک حد کا نفاذ بھی چالیس دن کی بارش سے زیادہ بابرکت ہے''۔ اس کی تھوڑی سی برکات کسی وقت سعودی عرب میں نظر آتی تھیں۔ جب وہاں حدود نافذ تھیں تو وہ معاشرہ جرم سے بالکل پاک تھا۔ اسی طرح کی مثال طالبان نے بھی پیش کر دی تھی۔ چند حدود نافذ کرنے سے وہاں کے نوے فیصد علاقے میں امن و امان ہو گیا تھا۔ یہ ہے درحقیقت رجوع الی القرآن کا ہدف! قرآن کی خدمت تو بے شمار طریقوں سے کی جا سکتی ہے۔ مثلاً قرآن کی طباعت ایک خدمت ہے۔ پھر قرآن کے تراجم کو شائع کر کے انہیں وسیع پیمانے پر تقسیم کرنا بھی بہت اچھا کام ہے۔ اسی طرح ناظرہ قرآن پڑھانا بھی قرآن کی خدمت ہے۔ لیکن یہ ساری چیزیں اس منزل تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں کہ قرآن کو قائم کیا جائے اور اس کی حدود نافذ کی جائیں۔ یہ کر کے اگر ہم اللہ کے آگے ہاتھ پھیلائیں گے تو ہمارے ہاتھ کبھی خالی نہیں لوٹائے جائیں گے۔

اب میں آپ کے سامنے برصغیر میں رجوع الی القرآن کی تحریک کا تاریخی اعتبار سے تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہندوستان میں اسلام کا ابتدائی دور بہت مختصر تھا۔ محمد بن قاسم کی آمد کے وقت ابھی پہلی صدی ہجری ہی چل رہی تھی۔ محمد بن قاسم کو یہاں پر نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوؤں میں بھی اس قدر مقبولیت حاصل ہو گئی کہ بادشاہ نے واپس بلا کر قتل کر دیا کہ کہیں یہ ہمارے لئے خطرہ نہ بن جائے۔ جنرل ضیاء الحق نے ٹی وی پر ''الہدیٰ'' کا پروگرام بھی اسی لئے بند کروا دیا تھا کہ یہ شخص بہت پاپولر ہوتا جا رہا ہے' کہیں میرے لئے خطرہ نہ بن جائے! حالانکہ میں سیاسی آدمی تھا ہی نہیں۔ بہرحال اسلام کا یہ ابتدائی دور جلد ہی ختم ہو گیا' تاہم عربی تہذیب کے کچھ اثرات سندھ اور سرائیکی علاقوں میں قائم رہے۔ اس کے بعد یہاں اسلام تین سو برس بعد آیا ہے۔ محمد بن قاسم 712ء میں آئے تھے جبکہ غوری اور غزنوی سن ایک ہزار عیسوی کے آس پاس آئے ہیں۔ اس اسلام کی دو چیزیں بڑی نمایاں تھیں: کٹر حنفیت اور تصوف۔ عوام نہ تو دوسرے فقہوں کے متعلق کچھ جانتے تھے اور نہ قرآنی علوم سے واقف تھے۔ سرکاری زبان فارسی ہونے کی وجہ سے عربی سیکھنے کا رواج نہیں ہوا' نتیجتاً عام آدمی کا قرآن سے تعلق محض اتنا رہا کہ حصولِ ثواب کے لئے اسے ناظرہ پڑھ لیا جائے۔ زیادہ زور قرأت' تجوید اور حفظ پر تھا۔ قرآن کے ترجمہ کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ پہلا قدم بارہویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اٹھایا اور سب سے پہلے قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ دوسرا قدم ان کے تین بیٹوں کا ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ نے اردو میں بامحاورہ ترجمہ کیا' شاہ رفیع الدینؒ نے لفظی ترجمہ کیا جبکہ شاہ عبدالعزیزؒ نے ترجمہ کے ساتھ ''تفسیر عزیزی'' بھی لکھی۔ اب عوامی سطح پر قرآن کا تعارف ہوا۔ شاہ ولی اللہؒ نے ''الفوز الکبیر'' کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ بھی لکھ دیا کہ عام آدمی اگر اس کو پڑھ لے تو اس کے لئے قرآن سمجھنے کے راستے کھل جائیں گے۔ یہاں سے ہندوستان میں رجوع الی القرآن شروع ہوا۔

اس کے بعد انیسویں صدی کا بیشتر حصہ عسکری تحریکوں کی نذر ہو گیا۔ پہلے تحریک مجاہدین چلی' پھر جنگ

آزادی کا مرحلہ آیا۔ لہٰذا اس دور میں علمی کام نہیں ہو سکے۔ انیسویں صدی کے اواخر میں جب سیاسی حالات معمول پر آ گئے اور قلم کی حکومت شروع ہو گئی تو ایک بہت بڑا فتنہ اٹھا' جس کے برگ و بار آج تک آ رہے ہیں...... یعنی اسلام کی ایسی تعبیر کرنا جو مغربی تہذیب کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو۔ آج علامہ اقبال کا بیٹا کہہ رہا ہے کہ اسلام میں شراب حرام نہیں ہے' جبکہ انہی کے ہم نام ایک اور صاحب کے نزدیک قرآن میں پردے کے کوئی احکام نہیں ہیں۔ اس فتنے کا آغاز سر سید احمد خان سے ہوا' جو کہ ایک دہری شخصیت کے مالک تھے۔ ایک مسلم قوم پرست کی حیثیت سے ان کا مقام نہایت اہم ہے جبکہ دین کے اعتبار سے وہ بہت بڑا فتنہ گر انسان تھا۔ اس نے قرآن کی تفسیر میں جو کہ وہ پوری نہیں کر سکا' فرشتوں اور جنات کے وجود سے انکار کیا۔ کہا گیا کہ وحی کا چشمہ خود نبی کے دل سے ابھرتا تھا۔ اسی طرح معجزات کا کوئی وجود نہیں۔ الغرض اسلام کی ہر اُس چیز کی تراش خراش کر دی گئی جو سائنس سے موافقت نہیں رکھتی تھی۔ چونکہ اس فتنے کے ابھرنے کا امکان تھا' اس لئے علماء نے اب قرآن مجید کے لئے نئی تفسیریں لکھنی شروع کیں۔ سب سے پہلے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے ایک نیا ترجمہ لکھا' لیکن یہ وضاحت کر دی کہ سو سال قبل شاہ عبدالقادرؒ نے جو ترجمہ کیا تھا' اسی کو موجودہ وقت کی اردو کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ پھر مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تفسیر لکھی' جس سے تین تفسیریں مزید مرتب ہوئیں۔ یہ مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ' مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا ادریس کاندھلویؒ کی تفاسیر تھیں۔ علماء نے یہ کام درحقیقت ایک ردِ عمل کے طور پر کیا' کیونکہ سر سید کے افکار اسلام کے لئے شدید خطرے کا باعث تھے۔ قادیانیت' خاکسار تحریک اور غلام احمد پرویز نے جو فتنے شروع کئے' فکری اعتبار سے یہ سب سر سید ہی کی پیداوار ہیں۔ چنانچہ بہت سی تفسیریں لکھی گئیں۔ ایک بڑے پیمانے پر یہ کام ہوا ہے۔ اس موضوع پر پوری تفصیل سے میں نے 1976ء میں مضمون لکھا تھا' جس میں یہ جائزہ لیا گیا تھا کہ انیسویں صدی کے اواخر سے لے کر بیسویں صدی کے ربع اول تک کتنی تفسیریں لکھی گئیں۔ اتنی تفاسیر دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نہیں لکھی گئیں۔ ''دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر'' تقریباً 400 صفحات کی بڑی مفصل کتاب ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ قرآن ابتداء میں کیا تھا' پھر کیسے یہ پس منظر میں چلا گیا' اس کے بعد فقہ آ گیا اور وہ بھی حنفی۔ آج بھی رینڈ فاؤنڈیشن نے اسلام دشمنی کے لئے جو نئی سفارشات پیش کی ہیں' اس میں کہا گیا ہے کہ فقہ حنفی کی حمایت کرنی چاہئے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ فقہ حنفی دراصل دورِ ملوکیت میں پروان چڑھی ہے۔ اگرچہ اس کا نام امام ابوحنیفہؒ کی نسبت سے ہے لیکن انہوں نے اُس وقت کے حکمرانوں کے کوئی تعاون نہیں کیا تھا۔ ان کے شاگرد قاضی ابو یوسف نے حکومتی عہدہ قبول کر لیا تھا اور فقہ حنفی اصل میں انہی کی مرتب کردہ ہے۔ یہ فقہ اس طرح مرتب کی گئی کہ شہنشاہیت کے ساتھ مطابقت پیدا کر سکے۔ چونکہ خلافتِ بنی عباس کا دائرہ وسیع ترین ہوا' لہٰذا فقہ حنفی کثیر ترین لوگوں کی فقہ ہے۔ پھر ترکانِ عثمانی نے بھی فقہ حنفی ہی کو اختیار کیا۔

پچھلی صدی کے آغاز میں حضرت شیخ الہندؒ نے اپنی اسارت سے واپسی پر جو تقریر کی' وہ ان کی زندگی کی اہم ترین تقریر ہے۔ یہ دیوبند میں اُس وقت کے تمام کبارِ علماء کی موجودگی میں کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ: ''میں نے اپنی چار سالہ اسیری کے زمانے میں دو سبق سیکھے ہیں۔ مسلمانوں کی زبوں حالی اور پامالی پر جتنا غور کیا' اس کے دو سبب سامنے آئے۔ ایک ہمارا قرآن کو ترک کر دینا اور دوسرے آپس کے اختلافات۔ تو میں اب یہی فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ زندگی کے جتنے بھی دن باقی ہیں' انہیں قرآن کی تعلیم کے مکاتب قائم کرنے اور عوامی درس قرآن کے ذریعے سے لوگوں کو قرآن سے آشنا کرنے میں گزاروں گا''۔ اگرچہ اس کے بعد وہ خود تو صرف چھ ماہ ہی حیات رہے' لیکن مجددِ وقت کے دل سے نکلی ہوئی آواز دو شخصیتوں کے ذریعے سے نہایت زور و شور کے ساتھ پھیلی: ایک علامہ اقبالؒ دوسرے ابوالکلام آزاد۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام کے ذریعے جبکہ مولانا آزاد نے ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کے صفحات میں قرآنی معنی کو جس طرح بیان کیا' اس سے تحریک رجوع الی القرآن پھر ایک خاص مرحلے میں داخل ہو گئی۔

اس سے اگلا مرحلہ' آپ اسے خود ستائش پر محمول نہ کریں' اس حقیر اور گنہگار انسان کے ذریعے ہوا' جس سے یہ تحریک عوامی مرحلے میں داخل ہو گئی۔ جس خواہش کا اظہار 1920ء میں حضرت شیخ الہندؒ نے کیا تھا' وہ میں نے پوری کی ہے۔ میرے دروسِ قرآن کی محفلوں میں پانچ پانچ سو' سات سات سو آدمی موجود رہے ہیں۔ یہ وہ دروسِ قرآن ہیں جن میں نہ کوئی فرقہ پرستی ہے نہ سیاست کا عمل دخل بلکہ صرف متنِ قرآن پر گفتگو ہوتی ہے۔ یہ کام اللہ نے اس بندۂ عاجز سے لیا ہے۔ 1965ء میں لاہور آنے کے بعد میں نے درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا تھا' 2005ء میں اس کام کو چالیس برس ہو جائیں گے۔ اصل مقصد پڑھے لکھے لوگوں کو قرآن سے متعارف کرانا ہے۔ میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں قرآن کا علم علماء سے زیادہ رکھتا ہوں۔ کوئی شخص قرآن پر عبور حاصل کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا' کیونکہ اس کا کنارہ ہی نہیں ہے۔ جیسے اللہ کی ذات مطلق

ہے اور اس کی کوئی حدود نہیں ہیں' اسی طرح اللہ کا کا
مطلق ہے اور اس کی کوئی حدود نہیں۔ بہرحال اس
میں ہم نے جو بھی محنت کی' اللہ نے اسے بارآور کیا۔
سال میں نے لاہور میں اکیلے کام کیا۔ اس دورا
میڈیکل پریکٹس بھی جاری رکھی۔ دن میں پریکٹس
شام کسی نہ کسی مسجد میں درسِ قرآن۔ اتوار کو تین تین
ہوتے تھے۔ جمعہ کا خطبہ مسجد خضریٰ میں دیا جاتا۔ یہ
چیزیں اتنی مختلف تھیں کہ کچھ عرصے بعد میری صحت
دے گئی۔ مجھ پر ایک بڑا سخت فیصلہ کرنے کا مرحلہ
درس قرآن کو بند کر دوں یا میڈیکل پریکٹس چھوڑوں
معاشی حالات کے حوالے سے میں نے ''حساب کم
نامی کتابچے میں کافی تفصیل سے حالات درج کئے
اس تحریر کے مطالعے سے آپ کچھ اندازہ کر سکتے ہیں
الغرض 1971ء میں میڈیکل پریکٹس چھو
حتمی فیصلہ کر لیا۔ اس کے بعد میں نے جب ہمہ تن
آپ کو دین کی راہ میں لگایا تو اگلے ہی سال 1972
''انجمن خدام القرآن'' قائم ہو گئی۔ پھر ہر مہینے
جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مختلف شہروں میں
تربیت گاہیں منعقد کیں' جن کا دورانیہ کہیں ایک ماہ او
چالیس دن ہوتا۔ یہ سارے کام اللہ کے فضل و کر
ہوئے۔ پھر قرآن اکیڈمی وجود میں آئی۔ اس کے
قرآن کالج بنا۔ میں کسی فخر سے نہیں بلکہ تحدیث نعم
طور پر کہہ رہا ہوں کہ یہ کام اللہ نے اس بندہ حقیر و
سے لیا کہ ایک عوامی تحریک کے ذریعے قرآن مج
مفاہیم اور اس کی حکمت کو واضح کیا گیا۔ سب سے بڑ
کہ تراویح میں آدھی آدھی رات جاگنے کا اہتم
گیا۔ پھر ہم نے کورسز شروع کئے اور ان میں شریک
والوں کو وظائف بھی دیئے۔ میرے پاس کچھ نہیں تھا
میرے ساتھیوں نے اس کام کی اہمیت سمجھی اور تعاون
آج انجمن خدام القرآن کے اثاثے کروڑوں تک
ہیں لیکن ہم نے کبھی کسی حکومت سے ایک پیسہ تک
لیا۔ بہرحال میرے اس کام سے جس کو دلچسپی ہے
استطاعت بھی رکھتا ہو' اسے میری کتاب ''دعوت رجو
القرآن کا منظر و پس منظر'' لفظ بہ لفظ ضرور پڑھنی چا
میں نے آج کے خطاب کا موضوع ''رجوع الی القر
اس لئے منتخب کیا ہے کہ ہماری اس عوامی تحریک کا ای
شعبہ ''رجوع الی القرآن کورس'' ہے۔ پہلے یہ د
لیکن تجربے سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے لئے دو سال
مشکل ہیں۔ پھر اس کا دورانیہ ایک سال کیا گیا۔ اس
شریک ہونے کے لئے امریکہ اور یورپ سے بھی لو
آئے۔ ان کے لئے یہاں کی گرمی ناقابل برداشت
چنانچہ جون' جولائی' اگست کے مہینوں کو نکال دیا گیا

وقت یہ کورس 9 مہینے کا ہے۔ یہ درحقیقت ''پڑھے لکھے اَن پڑھوں'' کے لئے ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایم بی بی ایس کیا ہے' انجینئرنگ مکمل کر لی ہے' ایم ایس سی کیا ہے' ایم بی اے کی ڈگری لے لی ہے' کمپیوٹر سائنس پر عبور حاصل کر لیا ہے' پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ چکے ہیں لیکن ناظرہ قرآن بھی نہیں پڑھ سکتے' اس کے مفاہیم کو سمجھنا تو بہت دور کی بات ہے۔ چنانچہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہی کا احساس دلانے کے لئے یہ کورس ترتیب دیا گیا ہے۔ اگر دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پندرہ بیس سال لگا دیئے جاتے ہیں تو اللہ کی کتاب کو سمجھنے کے لئے بھی کچھ وقت نکالنا چاہئے۔ اتنی عربی ضرور سیکھنی چاہئے کہ قرآن مجید کو خود سمجھ کر پڑھا جا سکے۔ سات سمندر پار سے آئی زبان تو ہم سیکھ لیتے ہیں جبکہ عربی کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے جو ہم سے اس قدر قریب ہے کہ اردو کا کوئی جملہ عربی کے کسی لفظ سے خالی نہیں ہوتا۔

ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ: اپنا محاسبہ خود کر لو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ تصور کیجئے کہ آپ اس وقت محشر میں اللہ کے سامنے کھڑے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ یہ پوچھے گا کہ قرآن پر تمہارا ایمان تھا لیکن تم نے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی تو آپ کیا جواب دیں گے! میں تو شامِ زندگی گزار کر اب شبِ زندگی میں داخل ہو چکا ہوں۔ میں خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں نے کچھ نہ کچھ کام کیا۔ آج آپ سے یہ ساری باتیں کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اول تو جس کو مجھ سے کچھ بھی دلچسپی ہے' وہ میری کتاب ''دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر'' ضرور پڑھے۔ دوسرے یہ جو نو ماہ کا کورس ہے' اس کے لئے ہمت کریں۔ یہ ہر سال یکم ستمبر کو شروع ہوتا ہے اور 31 مئی کو مکمل ہوتا ہے۔ اس کے لئے ایک عزم مصمم چاہئے۔ اگر آپ کی عمر چالیس' پینتالیس برس ہو گئی ہے تو اس سے مت گھبرایئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچاس برس کا آدمی بھی پڑھ اور سیکھ سکتا ہے' البتہ اس سے اوپر کا معاملہ ذرا مشکل ہے۔ تاہم ہمارے ہاں ریٹائرڈ لوگ بھی آئے ہیں۔ نوجوان تو اسے فرض سمجھیں' اپنا دنیاوی کیریئر اگر ایک سال کے لئے آگے چلا جائے تو کچھ نہیں ہوتا۔ اگر خدانخواستہ آپ کا ایکسیڈنٹ ہو جائے اور آپ کے ہاتھ پاؤں کام نہ کر سکیں تو آخر چھ ماہ دنیا سے کٹ کر آپ بستر کے اوپر پڑے رہیں گے یا نہیں! آپ سمجھئے کہ میں نے اپنی مرضی سے اللہ کے لئے نو مہینے نکالے ہیں۔ اس کے لئے یہ آخری کال ہے جس کو دینے کے لئے میں نے آج یہ عنوان تجویز کیا تھا۔

(مرتب: محمد خلیق)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

**پریس ریلیز** 03 ستمبر 2004ء

## راہِ نجات

آج ہم اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے فرعونِ وقت سے ڈر کر حق بات کہنے کی جرأت نہیں کرتے۔ کیونکہ اگر ایمان پختہ ہو تو ایک مسلمان کسی ظالم کے سامنے کلمۂ حق کہنے سے نہیں ڈرتا۔ یہ بات ناظم تربیت تنظیم اسلامی شاہد اسلم نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ آج حکومتی سطح پر جس طرح لاٹری کی سرپرستی کی جا رہی ہے اور بڑے بڑے ہورڈنگ بورڈز کے ذریعے شریعت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے لیکن ان معاملات پر نہ جانے دینی جماعتیں کیوں خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ہمارے سامنے اسوۂ ابراہیمی موجود ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے حق کی خاطر آگ میں چھلانگ لگانے کو ترجیح دی۔ چنانچہ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ہر حال میں حق کا اظہار کریں خواہ وقتی طور پر ہمارا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ کیونکہ بالآخر اہل حق ہی سربلند ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کے خلاف کیا کچھ پروپیگنڈا نہیں کیا گیا لیکن آج پوری دنیا میں مظاہرے انہی کے خلاف ہو رہے ہیں جو خود کو تہذیب یافتہ کہتے ہیں۔ شاہد اسلم نے کہا کہ ہمارے لئے راہِ نجات یہی ہے کہ ہم انفرادی سطح پر اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور اجتماعی سطح پر مل جل کر دینِ اسلام کے قیام کے لئے جدوجہد کریں۔ اگر ہم نے شریعت کی زبوں حالی پر اسی طرح خاموشی اختیار کئے رکھی اور دینِ اسلام کی بالادستی کے لئے اپنا کردار ادا نہ کیا تو پھر بقولِ اقبال ''تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں'' کے مصداق ہم ماضی کا قصہ بن کر رہ جائیں گے۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی)

**منتخب تحریکی نظم**

## چلنا ہے؟ ــــ تو چلو

رحمان کیانی

زخمِ دِل ہو تو چلو' دیدۂ تر ہو تو چلو
تم مرے ساتھ کوئی زحمتِ سفر ہو تو چلو
ہے اسی شہر میں وہ راہِ وفا بھی لیکن
زینتِ دوش نہیں' ہاتھ پہ سر ہو تو چلو
سیرِ گلشن کے لئے مثلِ نسیمِ سحری
غنچہ و خار کی پہچان اگر ہو تو چلو
شمع کی طرح سرِ انجمن سوز و گداز
طاقتِ رقصِ شرر' تابہ سحر ہو تو چلو
بزمِ خورشید میں چلنا ہے' تو ذرّوں کی طرح
اہلِ دل ہو تو چلو' اہلِ نظر ہو تو چلو
کوچۂ یار میں آوارہ پھرو گے کب تک
اس بھرے شہر میں اپنا کوئی گھر ہو تو چلو
چند سکے ہی نہیں حضرتِ رحمان کے ساتھ
صاحب لوح و قلم' سیف و سپر ہو تو چلو

(انتخاب: قاضی عبدالقادر)

**تعلیم و تعلم**

# بے سبب نہیں یہ مجبوری و مقہوری

**پروفیسر محمد یونس جنجوعہ**

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ قوموں کی ترقی کا دارومدار تعلیم پر ہے۔ جو قوم تعلیم کے فروغ سے غفلت اختیار کرے گی وہ دیگر اقوام سے پیچھے رہ جائے گی اسلام میں بھی تعلیم کی اہمیت پر بڑا زور دیا گیا ہے تاکہ تعلیمی ترقی کی بنیاد پر مسلمان دوسری قوموں سے آگے نکل سکیں بلکہ قوموں کی لیڈر شپ اُن کے ہاتھ میں ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرو ماں کی گود سے قبر تک۔ یعنی مسلمان کی پوری زندگی حصولِ تعلیم میں گزرنی چاہئے۔ آپ ﷺ خود دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما۔

جب تک مسلمان علوم و فنون کے حصول میں دلچسپی لیتے رہے وہ قوموں کی امامت کے منصب پر فائز رہے۔ جونہی وہ لہو و لعب اور عیش و عشرت میں پڑ کر حصولِ علم کی مشقت سے کنارہ کش ہوئے اُن کا زوال شروع ہو گیا جسے انہوں نے بالکل محسوس نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی اقوام نے مسلمانوں ہی کے علم و تحقیق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قدم آگے بڑھایا ہمہ تن علم و فن سیکھنے اور اسے ترقی دینے میں لگ گئے۔ جبکہ مسلم اُمہ خوابِ خرگوش میں مستغرق منطقی انجام سے غافل رہی۔ یورپی اقوام نے مسلمانوں کی اس غفلت سے خوب فائدہ اٹھایا۔ اور علوم فنون کی ترقی کے ذریعے وہ مقام حاصل کر لیا کہ روئے زمین کے مسلمان ہر میدان میں نہ صرف پیچھے رہ گئے بلکہ اُن کے دست نگر ہو گئے۔ ترقی یافتہ ممالک نئی نئی چیزیں ایجاد کر کے مسلم ممالک میں منہ مانگی قیمت پر بیچتے اور ان کی دولت لوٹتے رہے۔ یہاں تک کہ معدنیات اور تیل سے کمائی ہوئی ان کی دولت مغرب کی معیشت کے استحکام کا باعث بنی۔ لہو و لعب میں مستغرق مسلمانوں کی غفلت اس درجہ بڑھی کہ وہ اپنی کمائی ہوئی دولت بھی ترقی یافتہ قوموں کے بینکوں میں جمع کرانے لگے۔ اس طرح کچھ دولت تو مغربی اقوام تجارت کے ذریعے مسلمانوں سے لیتے رہے اور کچھ خود مسلمان اُن کے ہاں جمع کراتے رہے۔ اس ساری دولت سے مغربی ممالک فائدہ اٹھاتے رہے اور مسلمان خود اسلام اور قرآن کی تعلیمات سے غافل دھوکہ کھاتے رہے اور ترقی یافتہ قوموں کو مالی طور پر مستحکم کرتے رہے اور یہ بھول گئے کہ یہود و نصاریٰ اور دیگر کافر اقوام کبھی بھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ خدا اور رسول کے فرامین کو پس پشت ڈالنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان خود قعرِ مذلت میں گر گئے اور غیر اقوام نے اتنی طاقت حاصل کر لی کہ مسلمان ہر میدان میں ان کے غلام بن کر رہ گئے۔ صورتِ حال یہاں تک پہنچ گئی کہ اسلامی ممالک میں مغربی اقوام کا اثر و رسوخ اس حد تک بڑھ گیا کہ وہ ترقی یافتہ اقوام کا ہر فیصلہ ماننے پر مجبور ہو گئے۔ یوں مسلم امہ بدترین غلامی میں جکڑی گئی۔ آج حال یہ ہے کہ مسلمان عیش و عشرت میں مدہوش' کمزوری کے ہاتھوں مجبور کفار کے ہر حکم پر لبیک کہہ رہے ہیں۔ افغانستان کو بے سبب تباہ و برباد کر دیا گیا مگر روئے زمین پر کسی اسلامی حکومت کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اس پر احتجاج کر سکے۔ احتجاج کا تو سوال ہی کیا مسلمان حکومتوں کی بے بسی بے غیرتی میں تبدیل ہو گئی اور کفر کی طرف سے افغانستان کی تباہی میں خود مسلمان ممالک نے طاقتور کفار کا ساتھ دیا۔

افغانستان کے بعد بلا جواز عراق کے خلاف عالم کفر متحد ہو گیا۔ طاقت کا استعمال کر کے اُس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ ہزاروں عراقی مسلمان یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار کی وحشت و بربریت کا نشانہ بنے۔ معصوم بچوں اور بے بس عورتوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا اور مسلمان ممالک کے حکمران منقار زیر پر کی کیفیت بے چارگی کی تصویر بنے رہے۔ مسلمانوں کی بے حسی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ جارح اقوام کو مسلمان فوجی دے رہے ہیں جو ان کی مرضی کے مطابق دوسرے مسلمانوں کو قتل کرنے پر مجبور ہیں۔ اور کفر ہے کہ ایک کے بعد دوسرے مسلمان ملک کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔

مسلمان تو بہادر ہوتا ہے اسلامی تعلیم تو یہ تھی کہ اپنے اور خدا اور رسول کے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار رہو۔ کردار و عمل میں اسلامی تعلیم اپناؤ۔ عیش و عشرت کے قریب نہ جاؤ۔ سادہ زندگی بسر کرو۔ دنیا میں باوقار رہنے کے لئے جدید ترین ہتھیاروں سے مسلح رہو تا کہ اسلام دشمن اقوام کو تمہاری طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی ہمت نہ ہو۔ لیکن مسلمانوں نے اسلامی تعلیم سے منہ موڑا۔ علم و ہنر سے بے اعتنائی برتی۔ عیش و عشرت میں پڑ گئے۔ اسلامی ممالک کے سربراہوں نے جن میں اکثریت بادشاہوں کی ہے اپنے عوام کو لوٹا۔ خود اربوں اکٹھے کئے۔ عالی شان محلات تعمیر کئے جہاں ملک ملک سے حسیناؤں کو جمع کیا اور عیش و مستی میں خود فراموشی اور خدا فراموشی میں شب و روز گزارنے لگے۔ عوام کی اکثریت غربت و افلاس میں مبتلا ان حکمرانوں کے خلاف آواز اٹھانے کے قابل بھی نہ رہی۔ اب مسلمان عوام و خواص اور حکمران اس امید میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں پر عذاب نازل فرما کر مسلمانوں کو ان کے چنگل سے رہائی دلا دے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کی قوت عطا کی ہوئی ہے۔ جو ہر دوسری قوت سے بالاتر ہے۔ اس قوت کے ذریعے وہ اس قدر مضبوط ہو سکتے ہیں کہ قوموں کی امامت کا منصب پھر انہیں حاصل ہو جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان حکمران جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کفر کے مقابلہ میں متحد ہو جائیں۔ عیش و عشرت کو چھوڑ کر سادہ زندگی اختیار کریں۔ محلوں کی رہائش ترک کر دیں۔ عوام کو میسر سہولتوں پر اکتفا کریں حکمران خود بھی توبہ کریں اور تمام مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے توبہ کریں دیکھیں پھر ہماری آرزو اس طرح پوری ہوگی کہ کفر کو بھاگنے کی راہ بھی نہ ملے گی۔ مگر ہمارے موجود طرزِ عمل کا نتیجہ تو بے بسی' رسوائی اور بدترین ذلت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ ہمارے طور طریقے سراسر اللہ کی نافرمانی اور اسلام کی بدنامی کا مظہر ہیں۔ حالانکہ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اور ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے۔

## دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی کے دیرینہ رفیق اور تنظیم اسلامی گجرات کے امیر احمد علی بٹ صاحب 6 ستمبر بروز پیر انتقال کر گئے ہیں۔ رفقاء و قارئین ندائے خلافت سے ان کے حق میں دعا کی درخواست ہے۔ مرحوم کافی عرصہ تک مقامی تنظیم کے امیر رہے اور اپنی طبیعت کی ناسازی کے باوجود اسی سال رجوع الی القرآن کورس بھی مکمل کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگذر کرتے ہوئے جنت فردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو یہ بڑا صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: **شعبۂ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی**

تجزیہ

# وزیراعظم شوکت عزیز!

ایوب بیگ مرزا

شوکت عزیز ملک کے تیسویں (23rd) وزیراعظم کی حیثیت سے حلف اٹھا چکے ہیں۔ ان کے بارے میں ایک غلط فہمی تھی جو اللہ کا شکر ہے کہ دور ہو چکی ہے۔ قصہ یہ ہے کہ ان کا ایک ہم نام شوکت جس کے والد کا نام بھی عزیز تھا اس طرح اس کا پورا نام بھی شوکت عزیز تھا' پرانے قصور کے کوٹ رُکن الدین کا رہنے والا تھا وہ بھی ایک مدت سے فیملی سمیت امریکہ منتقل ہو چکا تھا۔ اصل تکلیف دہ اور قابل اعتراض بات یہ تھی کہ اُس کا خاندان کٹر قادیانی تھا۔ وزیراعظم شوکت عزیز جب وزیرخزانہ بنائے گئے تھے تو اس وقت بھی یہ ایشو اٹھا تھا کہ ایک پکے قادیانی کو وزیرخزانہ بنا دیا گیا ہے۔ وزیراعظم بننے کے بعد یہ ایشو پورے زور شور سے اٹھا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ بعض حضرات نے باقاعدہ تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ قصور کا مرزائی شوکت عزیز کوئی اور تھا اور وہ آج بھی امریکہ کی کسی ریاست میں گیس سٹیشن چلا رہا ہے۔ لہٰذا یہ مغالطہ دور ہو گیا۔

جب صدر مشرف نے ملک میں "حقیقی جمہوریت" کا ڈول ڈالا تو اس وقت بھی ان کی نظر انتخاب وزیراعظم کی حیثیت سے شوکت عزیز پر پڑی تھی لیکن اس وقت شوکت عزیز نے سیاست اور انتخابات میں ملوث ہونے سے گریز کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر اسے سینٹ کا رکن بنا دیا جائے تو وہ وزیرخزانہ کی حیثیت سے ملک کی خدمت کرتے رہیں گے۔ وزیرخزانہ کی حیثیت سے انہوں نے خاصی شہرت حاصل کی ہر حکومت خزانہ خالی ہونے کا رونا روتی رہتی تھی۔ آج سے چار پانچ سال پہلے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر کبھی 10 ارب ڈالر ہو سکیں گے۔ آج پاکستان کے محفوظ ذخائر میں 12 ارب ڈالر ہیں۔ پاکستان کی برآمدات 10 ارب ڈالر سالانہ سے بڑھ چکی ہے۔ حکومت کا دعویٰ ہے کہ ہم آئی ایم ایف کو الوداع کہنے والے ہیں بلکہ کہہ چکے ہیں۔

حکومت کے دعووں کا جائزہ اور اس کے مخالفین کے دلائل کا ذکر بعد میں آ جائے گا۔ اس وقت یہ غیر متنازعہ بات کہہ دینا کافی ہے کہ شوکت عزیز نے گزشتہ پانچ برسوں میں کم از کم غیر جانبدار لوگوں سے یہ تسلیم کروا لیا کہ ایک محنتی بلکہ انتہائی محنتی دیانت دار اور اصول پسند انسان ہیں۔ وہ بڑی نیشنلسٹ سوچ رکھتے ہیں۔ اور پاکستان کو ایک مضبوط معیشت کا حامل ملک بنانے میں بڑے سنجیدہ ہیں۔ اگرچہ ان کی دیانت داری اور اصول پسندی کو آغاز ہی میں ٹارگٹ کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر وہ صحیح معنوں میں دیانت دار ہوتے تو انہیں جس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر کے تھرپارکر اور اٹک کے حلقوں سے منتخب کروایا گیا ہے وہ رکن اسمبلی کا حلف اٹھانے سے انکار کر دیتے۔ پھر یہ کہ اگر وہ ایک اصول پسند انسان تھے تو سپیکر قومی اسمبلی سے خود مطالبہ کرتے کہ وہ پروڈکشن آرڈر جاری کر کے ان کے حریف جاوید ہاشمی کو مساوی موقع دیتے ہوئے اسمبلی میں لائیں۔ وہ میرٹ کے قائل تھے تو کابینہ سازی کے وقت ڈٹ جاتے کہ کسی نااہل اور کرپٹ شخص کو وزیر نہیں بننے دوں گا اور کابینہ کا حجم اتنا مضحکہ خیز حد تک بڑا نہ ہوتا۔

یہ تمام اعتراضات valid اور درست ہیں لیکن یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کی جانی چاہئے کہ وہ پاکستان کے طاقتور ترین شخص کی پشت پناہی سے اس عہدہ تک پہنچے ہیں ان کی پشت پر عوام نہیں ہیں انہیں سیاست اور مقبولیت کے ڈھنگ نہیں آتے۔ اپنے تئیں اگر وہ کوشش کرتے تو وہ کسی یونین کونسل کا کونسلر بھی منتخب نہ ہو سکتے۔ ان کا اصل امتحان تو اس وقت تھا جب انہیں اسمبلی کا ممبر اور وزیراعظم بننے کی آفر دی گئی تھی۔ جب انہوں نے یہ آفر قبول کر لی تو باقی سب کچھ خانہ پری ہے۔ وزیراعظم بننے کی لازمی شرط قومی اسمبلی کا ممبر ہونا ہے۔ لہٰذا انہیں اس بات سے صرف نظر کرنا پڑا کہ تھرپارکر میں کیا ہوا اور اس طرح انہیں ایک ایسے علاقے سے صد فیصد ووٹ ملے جہاں پانی کے قحط کی وجہ سے علاقے کی تمام آبادی نقل مکانی کر چکی ہے۔ یہ سب کچھ وزیراعظم بننے کے لئے ضروری تھا اور وزیراعظم قائم رہنے کے لئے اسمبلی ممبران کی سادہ اکثریت کی رضا لازم ہے۔ لہٰذا بہت سے لوگوں کو کابینہ میں اکاموڈیٹ کر کے وزارتِ عظمٰی کو مستحکم کیا گیا ہے۔ یہ دلیل تو بہرحال ان کے نزدیک بڑی قوی ہو گی کہ وزیراعظم بنوں گا اور رہوں گا 'تب ہی ملک وقوم کی خدمت کر سکوں گا۔ بہرحال کسی کو پسند ہوں یا نہ ہوں شوکت عزیز وزیراعظم بن چکے ہیں' یہ ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔

شوکت عزیز صدر مشرف کی چوائس ہیں۔ جن کا یہ نعرہ ہے بلکہ صحیح تر الفاظ میں ان کا ایمان ہے کہ کچھ ہو نہ ہو ملک کی معیشت مضبوط ہونی چاہئے یہی ہمارے مسائل کا واحد حل اور ترقی کی کلید ہے۔ معاشی طور پر مستحکم پاکستان کے حق میں کون احمق نہیں ہو گا۔ دوسرے کی محتاجی اور قرض اسلام میں بھی ناپسندیدہ ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ مقروض فرد ہو یا قوم کبھی خود مختار نہیں ہو سکتے۔ معاشی استحکام چونکہ مقتدر حلقوں کی ترجیح اول ہے لہٰذا راقم اس سلسلہ میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کرے گا کہ حکومت خود تسلیم کرتی ہے کہ پاکستان میں وسائل کی کمی نہیں ہے۔ قدرت نے پاکستان کو ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے۔ اصل مسئلہ کرپشن' سیاسی لوٹ کھسوٹ اور ان وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اور اقربا پروری ہے۔ حکومت معاشی ڈسپلن کو سختی سے نافذ کر کے اپنے معاشی دلدر دور کر سکتی ہے۔ راقم اس وقت نئے وزیراعظم کی توجہ بعض دوسرے اہم امور کی طرف دلانا چاہے گا۔

1) پاکستان کی عزت اور وقار اور دنیا میں اس کے امیج کو بہتر بنایا جائے جو نائن الیون کے بعد بہت بری طرح مجروح ہوا ہے۔

2) دہشت گردی کے بارے میں ہمیں واضح اور غیر مبہم موقف اختیار کرنا ہو گا۔

3) نئے وزیراعظم کو پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کو خواہ وہ کیسے بھی ہوں' دو مختار ممالک کے درمیان باہمی عزت ووقار اور آزادی وخودمختاری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بنانا ہوں گے۔

4) مسائل کے جزوی اور فوری حل کے ساتھ ساتھ ان کے مکمل اور مستقل حل کے بارے میں ابتدائی کام کا آغاز کر دیا جائے۔

پہلا مسئلہ یعنی جہاں تک پاکستان اور پاکستانیوں کی دنیا بھر میں خصوصاً یورپ اور امریکہ میں عزت اور وقار کا مسئلہ ہے اگر حکومت کا یہ دعویٰ درست ہے کہ وہ معاشی طور پر مستحکم ہو کر ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہوا چاہتی ہے تو عزت اور وقار کی بحالی کوئی بڑا مسئلہ نہیں رہ جاتا۔ ہم ہر قسم کا قرضہ لینے سے انکار کر دیں۔ ہم بیرون ملک جانے والوں کی اچھی طرح جانچ پرکھ کریں'

بیورو کریسی اور وزراء کے بیرون ملک دوروں پر پابندی عائد کر دیں یہ حضرات اکثر مختلف عذر تراش کر یورپ اور امریکہ کی سیر کرتے ہیں کوئی وزیر اس وقت تک کسی ملک کے دورے پر نہ جائے جب تک اس کا ہم منصب اسے باقاعدہ سرکاری سطح پر دعوت ارسال نہ کرے۔

(1) یورپ اور امریکہ پر واضح کیا جائے کہ اگر پاکستانیوں کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک ہوا تو ہم اسے غیر دوستانہ فعل تصور کریں گے۔ اور اہم ترین بات یہ کہ ہمارے غیر ممالک میں سفراء جن پر یہ قوم بہت بڑی رقم خرچ کر رہی ہے وہ سیر سپاٹوں کی بجائے پاکستان کی عزت اور وقار کی بحالی کو اپنا اولین ہدف بنائیں اور اس کے حصول کے لئے سرتوڑ کوشش کریں۔

(2) دہشت گردی خصوصاً ایسی واردات جس سے معصوم اور بے گناہ شہری ہلاک ہو جائیں۔ راقم کے نزدیک ایک جرم اور خلاف اسلام حرکت ہے لیکن دہشت گردی کے حوالہ سے مشرف حکومت کی پالیسی میں زبردست تضاد ہے اور اس نے محض امریکہ مخالف کارروائیوں کو دہشت گردی قرار دے دیا ہے۔ وہ یوں کہ اگر کشمیر میں کوئی خونریزی ہو تو بھارت اُسے دہشت گردی قرار دیتا ہے جبکہ پاکستان کا موقف یہ ہوتا ہے کہ چونکہ بھارت کی افواج نے کشمیر پر ناجائز اور غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے لہٰذا جو لوگ بھارتی افواج کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں وہ دہشت گرد نہیں حریت پسند اور مجاہد ہیں جو اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اگر یہ دہشت گردی ہے تو ہندوستان کو انگریز سے آزاد کروانے کے لئے جو کچھ کیا گیا وہ بھی دہشت گردی تھی۔ آیئے اس دلیل کو درست مان لیتے ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ ہمارے ہمسائے ملک افغانستان پر بھی سات سمندر پار سے امریکہ کی افواج آ کر غاصبانہ قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ ہم نے انہیں فوجی کارروائیوں سے قبضہ دلانے میں بھی مدد کی اور طالبان جو اپنے ملک کو آزاد کروانے کے لئے گوریلا جنگ لڑ رہے ہیں انہیں ہم دہشت گرد قرار دیتے ہیں اور پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر رہے ہیں۔ کیا جس آزادی کا کشمیریوں کو حق حاصل ہے وہ حق افغانیوں کو حاصل نہیں صرف اسی لئے کہ افغانیوں کو آزادی سے محروم کرنے والا ہمارا ان داتا اور ہماری کرسی کی حفاظت کرنے والا امریکہ بہادر ہے۔

یہی حال عراق کا ہے امریکہ نے سلامتی کونسل کی قراردادوں کو ٹھکرا کر طاقت کے نشے میں کسی کی نہ سنی اور عراق کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس اندھی طاقت کے استعمال کے لئے جتنے عذر تراشے وہ سب جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئے۔ تب بھی ہم نے کیمپ ڈیوڈ میں برملا کہہ دیا کہ ہم عراق میں اپنی فوجیں بھیجنے کے معاملے میں اصولی طور پر متفق ہیں۔ وہ تو زبردست عوامی ردعمل اور فوج میں کسی متوقع ردعمل کے خوف سے مشرف حکومت عراق فوج نہ بھیج سکی ورنہ ہم آج عراق کو امریکی افواج سے پاک کرنے والے عراقیوں کی جنگ آزادی لڑنے کا بنفس نفیس مزہ چکھا رہے ہوتے۔ ہم آج بھی عراق کے کٹھ پتلی وزیر اعظم جسے اپنے ملک میں کوئی نہیں بلاتا اسے دورۂ پاکستان کی بار بار دعوت دے رہے ہیں وہ امریکی فوج کے حصار سے باہر جھانک نہیں سکتا پاکستان کیسے آئے گا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کشمیر جہاں آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو ہم حریت پسند کہتے ہیں وہاں بھارتیوں نے اچھے برے جھوٹے سچے بار بار انتخابات کروائے ہیں جس کے نتیجہ میں کبھی شیخ عبداللہ کے صاحبزادے اور کبھی سعید مفتی وزیر اعلیٰ بنتے ہیں جبکہ افغانستان اور عراق میں محض امریکہ کے مسلط کردہ کٹھ پتلی حکمران ہیں جن کی اپنی جانیں بھی محفوظ نہیں۔ لہٰذا راقم کی نئے وزیر اعظم سے درخواست ہے کہ وہ غیر جانبداری سے دہشت گرد کی صحیح صحیح تعریف متعین کریں اور ایک واضح موقف اختیار کریں اور یہ نہ دیکھیں کہ کون کرتا ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ کیا کرتا ہے۔

(3) امریکہ اور پاکستان کے تعلقات ہمیشہ مفادات کی بنیاد پر قائم رہے۔ امریکہ کو اپنے قومی مفاد اور ہمارے حکمرانوں کو (ماضی کے ہوں یا حالیہ) اپنی کرسی کا مفاد عزیز ہوتا تھا اور ہے۔ شوکت عزیز کو سوچنا چاہئے کہ نہ کلنٹن سے دوستی نواز شریف کو بچا سکی اور نہ ہی بش کی دوستی مشرف شوکت حکومت کو بچا سکے گی۔ امریکہ نے ضیاء الحق کے ذریعے سوویت یونین کو پاش پاش کیا اور پھر اس کی خدمت کا بدلہ یہ دیا کہ اسے فضا میں جلا کر راکھ کر دیا۔ ضیاء الحق سے زیادہ امریکہ کی کون خدمت کرے گا۔ لہٰذا اس پرانے تصور کو ختم کریں اور عوام سے رشتہ قائم کریں یہ رشتہ دونوں کے لئے زیادہ سود مند ثابت ہوگا۔ Last but no the least is کے یہ سارے حل کر جزوی اور ہنگامی نوعیت کے ہیں ان سے جزوی اور کسی قدر فوری اصلاح ممکن ہے۔ ہمارا مستقبل صحیح معنوں میں اسلام سے وابستہ ہے۔ جسے ہم نظریہ پاکستان کہتے ہیں۔ اسلام پاکستان کی بنیاد ہے پاکستان کی واحد وجہ اور جواز ہے۔ اسلام سے انحراف کرنا اپنا جواز کھو دینا ہے۔ یاد رہے جو شے اپنا جواز کھو دے اس کا استحکام تو دور کی بات ہے بلکہ انہونی ہے اس کے قائم رہ جانے کی آس لگائے رکھنا احمقوں کی جنت میں رہنا ہے۔ اگرچہ ہر طرف سے پاکستان پر دشمنوں کی یلغار ہے۔ امریکہ، بھارت اور اسرائیل بیرونی دشمن ہیں جبکہ اندرون ملک قومیتوں کے نعرہ لگانے والے اور علیحدگی پسند علی الاعلان اپنے عزائم کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود ابھی وقت ہے۔ اگر ہم اسلام کا دامن تھام لیں تو منزل کو پا سکتے ہیں۔ نئے وزیر اعظم اللہ کے گھر کی زیارت کو جا رہے ہیں۔ اے کاش! ان کے ذہن اور قلب میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ اس گھر کا مالک واحد مشکل کشا ہے اس کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔ ضرورت ہے خلوص نیت سے اس کے حضور سجدہ ریز ہونے کی یہی سجدہ دنیا بھر کے خداؤں کے سامنے سرنگوں ہونے سے محفوظ رکھے گا۔ اے کاش! ہمارا شوکت اللہ کو عزیز ہو جاوے۔

## قانون سازی کا حق دار کون؟

اسلام کے نقطۂ نظر سے جس طرح پرستش کا مستحق تنہا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح بندوں کے لئے قانون بنانے اور جائز و ناجائز کے حدود مقرر کرنے کا حقدار بھی صرف اللہ ہے۔ لہٰذا جس طرح کسی دوسرے کے آگے پرستش کے افعال میں سے کوئی فعل کرنا اسے خدا کا شریک بنانے کا ہم معنی ہے اسی طرح کسی خود ساختہ قانون کو برحق سمجھتے ہوئے اس کی پابندی کرنا اور اسی کے مقرر کئے ہوئے حدود کو واجب الاطاعت ماننا بھی اسے خدائی میں اللہ کا شریک قرار دینے کا ہم معنی ہے۔ یہ دونوں افعال بہر حال شرک ہیں۔ خواہ ان کا مرتکب ان ہستیوں کو زبان سے اللہ اور ربّ کہے یا نہ کہے جن کے آگے وہ نذر و نیاز پیش کرتا ہے یا جن کے مقرر کئے ہوئے قانون کو واجب الاطاعت مانتا ہے۔ (تفہیم القرآن، جلد دوم، صفحہ ۵۸۶)

(انتخاب: ڈاکٹر سید خالد محمود ترمذی)

# قرآن سمجھ کر پڑھنا

محمد حسین

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اگر انسان کو اپنے ساتھ پیش آنے والے نقصانات اور تکالیف کا پہلے سے علم ہو جائے اور ان نقصانات اور تکالیف سے بچنے اور محفوظ رہنے کے طریقے بھی اسے معلوم ہو جائیں تو کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جو اپنی پوری کوشش کے ساتھ ان نقصانات اور تکالیف سے بچنے کی جدوجہد نہ کرے گا۔ قرآن کریم بھی سچائی پر مبنی ان ہی علوم کا مجموعہ ہے۔ جس میں پوری نسل آدم کو دنیا میں امن اور دلی سکون حاصل کرنے اور آخرت کے دائمی نقصانات اور تکالیف سے بچنے اور محفوظ رہنے کے علوم اور طریقے بتائے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی دنیا میں امن قائم رکھنے اور آخرت میں من پسند پرعیش زندگی پانے کے علوم سے آگاہ کیا گیا ہے اور اسی قرآن میں کائنات کی ابتدا اور انتہا کا ذکر سائنسی تفصیلات کے ساتھ کیا گیا ہے اور انسان کو اس کی پیدائش کے مقصد سے آگاہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان کی روحانی اور مادی زندگی کب اور کیسے پیدا کی گئی اور اس کی آخری منزل کونسی ہے نیز انسان کی زندگی کے ہر اچھے برے مرحلے کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جنہوں نے کبھی قرآن کو ان علوم کا مجموعہ نہیں سمجھا جو انہیں عذابوں سے پیشگی بچنے کے علوم اور طریقے بتاتا ہے جن میں مبتلا ہونے والا شخص کبھی نجات نہ پائے گا اور ان علوم کا خزانہ نہیں سمجھا جن کو جان کر بندہ اپنے لئے ایسی زندگی پانے کا سامان کر سکتا ہے جس میں اسے ہر وہ راحت اور عیش ملے گی جس کی وہ تمنا کرے گا اور ہمیشہ ایسی راحتوں اور عیشوں میں رہے گا۔ لہٰذا اگر یہ لوگ قرآن کو ان علوم کا مجموعہ اور خزانہ سمجھتے ہیں تو کبھی بھی فقط عربی الفاظ ادا کرنے کی محنت و مشقت تک محدود نہ رہتے۔

قرآن مجید کو اپنی زبان میں سمجھنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کے نازل ہونے کا مقصد ہی تمام جہان والوں کو خبردار کرنا ہے۔ دلیل کے طور پر قرآن مجید کی چند آیات کے ترجمے یہ ہیں: ”نہایت ہی بابرکت ہے وہ اللہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہان والوں کے لئے خبردار کر دینے والا ہو۔“

”یہ قرآن تو ایک نصیحت نامہ ہے تمام جہان والوں کے لئے۔“

ظاہر بات ہے کہ ہر انسان کو اس کی اپنی زبان میں خبردار اور نصیحت کی جائے تو وہ اسے آسانی سے سمجھ سکے گا۔

اس بات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے جس قوم کی طرف بھی اپنا پیغمبر بھیجا ہے وہ انہی کی زبان میں انہیں خبردار کرنے والا ہوتا تھا۔

ہمارا یہ دعویٰ قطعاً نہیں ہے کہ قرآن مجید کا کسی بھی زبان میں ترجمہ قرآن عظیم کے عربی متن کا متبادل ہو سکتا ہے۔ اب جبکہ آپ عربی زبان سے ہی ناواقف ہیں تو پھر محض عربی الفاظ کا تلفظ ادا کرنا سیکھ لینے سے آپ قرآن حکیم سے کبھی بھی ہدایت حاصل کرنے، خبردار ہونے اور نصیحت پانے کے بنیادی مقاصد حاصل نہیں کر سکتے۔ جبکہ ترجمہ سے یہ سب کچھ بڑی آسانی کے ساتھ ممکن ہے کہ ہم قرآن مجید سے ہدایت اور نصیحت حاصل کر لیں اور آنے والی زندگی کی حقیقت کو جان سکیں۔

ہمارے مشاہدے اور تجربہ میں ہے کہ جو لوگ برس ہا برس سے قرآن مجید کو بغیر سمجھے ہوئے پڑھ رہے ہیں اور محض عربی الفاظ پڑھنے کی مشق تک محدود ہیں ان پر کبھی بھی وہ کیفیت طاری نہیں ہوتی جو قرآن کو سمجھ کر پڑھنے والوں کی خود اللہ کا کلام بیان کرتا ہے۔

”اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزاء ہم رنگ ہیں اور جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں اور پھر انکے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔“

آج پوری دنیا میں غیر عرب اقوام قرآن مجید کے تراجم سے ہدایت پا کر ایمان اور عمل صالح کا راستہ اختیار کر رہی ہیں اور بڑی تیزی کے ساتھ قرآن کا پیغام پھیل رہا ہے جبکہ ہمارے معاشرے میں جس میں اسلام اور قرآن سے محبت کے بڑے بڑے دعوے کرنے والے لوگ بھی قرآنی علوم سے ناواقف ہیں بس سنی سنائی باتیں ہیں اور قرآن کے الفاظ کو بغیر سمجھے پڑھنے کی ایک جذباتی مشق ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے اندر وہ قرآنی سوچ پیدا نہیں ہو رہی جس کا قرآن اپنے پڑھنے والوں سے مطالبہ کرتا ہے۔ قرآن کا بیان ”ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے پھر کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔“

جو لوگ قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اس کی آیات پر غور و فکر نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں یعنی دل، آنکھوں اور کان کو قرآن سمجھنے کے لئے استعمال نہیں کرتے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے؟ اسے بھی قرآن کی آیات کے تراجم کے حوالوں سے نوٹ فرمائیں تاکہ قرآن کو سمجھ کر نہ پڑھنے والوں کی آنکھیں ابھی سے کھل جائیں اور وہ اپنے ہی بھلے کے لئے فوری طور پر قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی طرف بھرپور توجہ دیں۔

”کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور و فکر نہیں کیا یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔“

”اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کیلئے پیدا کیا ہے اس لئے کہ ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں گر گئے ہیں۔“

”اور وہ کہیں گے کاش ہم اللہ کی آیات سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے اس طرح وہ اپنی قصور کا خود اعتراف کر لیں گے لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔“

اس کے ساتھ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن میں رکھیں کہ انسان کا اصل دشمن شیطان ان لوگوں کو بآسانی گمراہ کرنے اور جاہل رکھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے جو اللہ کے ذکر قرآن سے غفلت برتتے ہیں یعنی جو قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اسے ہدایت کا اصل ذریعہ جانتے ہیں مگر اسے اپنا رہنما نہیں بناتے۔ پھر اوپر سے یہ کہتے اور یقین رکھتے ہیں کہ ہم ہی سب سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں حالانکہ وہ سب سے زیادہ گمراہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کا

فیصلہ ہے۔

''جو شخص رحمان کے ذکر قرآن سے غفلت برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کرتے ہیں اور وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے یہ شیاطین ایسے لوگوں کو سیدھی راہ پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ آخرکار جب یہ شخص ہمارے ہاں پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب جتنی دوری ہوتی تو بدترین ساتھی نکلا۔ اس وقت ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ جب تم ظلم کر چکے ہو تو آج یہ بات تمہارے لئے کچھ بھی فائدہ مند نہیں بلکہ تم اور تمہارے شیاطین عذاب میں مشترک ہیں۔''

آج مسلمانوں سمیت پوری نسل آدم کی اکثریت شیطانی وسوسوں کی بنا پر غلط عقائد اختیار کر چکی ہے جس کی وجہ سے ان کے قلوب میں طرح طرح کے اندھیرے اور خوف وہراس' حسد' تضاد وضد کے امراض پیدا ہو چکے ہیں۔

کیا اندھیروں کو دور کرنے کے ذریعے' دلوں کے امراض کی دوا' اللہ کی رحمت کے حصول کے وسیلے' کائنات کی ابتدا اور انتہا اور دیگر سائنسی علوم کے خزانے انسان کو اس کی زندگی کا مقصد بتانے والے اور حیات دنیا کو طے کرنے کی رہنمائی دینے والے آخرت کے ہر شر سے پیشگی بچنے کا طریقہ بتانے والے' ہمیشہ کی پُرعیش' پُرامن اور من پسند زندگی پانے اور اللہ کے ہاں مقبول ہونے والے اعمال کی خبر دینے والے اور اپنے رب کو راضی کرنے اور اس کے مقرب بندوں کی رفاقت پانے کی تعلیم دینے والے اور عظمتوں والے اور حکمتوں والے انسانیت پر کرم کرنے والے قرآن کو اب بھی سوائے پاگل اور دیوانے کے کوئی سمجھے بغیر پڑھے گا؟

یاد رکھیں اس وقت دنیا میں اللہ کی سب سے بڑی دولت' سب سے بڑی نعمت جو نسل آدم کے پاس موجود ہے وہ نصیحت بھرا قرآن ہے۔

روز قیامت جہاں اللہ تعالیٰ نے غافل اور ناشکرے انسان سے اپنی ہر نعمت کا حساب لینا ہے وہاں امت محمد ﷺ سے خصوصی طور پر نصیحت بھرے قرآن کی نعمت کے بارے میں جواب طلبی کرنی ہے۔ آپ شفاعت کی بجائے شکایت کریں گے اور فرمائیں گے ''اے میرے رب یقیناً میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔''

اللہ کی پناہ جب اللہ بھی قرآن کے بارے میں جواب طلبی فرمائے گا اور پیغمبر ﷺ بھی قرآن کو چھوڑنے کی شکایت کریں گے۔ تو کیا پھر ہمارے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی رہ جائے گی؟

کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی بھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق و نافرمان بنے ہوئے ہیں۔

آئیں قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھیں اور اس پر عمل کریں اس سے پہلے کہ وہ وقت آئے جس میں ذلت ہوگی اور ایسا دردناک عذاب ہوگا جو ٹالے نہیں ٹلے گا۔

(محمد حسین' رفیق تنظیم اسلامی صادق آباد)


زیر اہتمام
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
داخلے جاری ہیں
قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس
لاہور بورڈ سے الحاق شدہ (Affiliated)

FA
Arts Group

FA
Gen. Science

I.Com
Banking Comput

ICS
Math + Stat
Computer Scienc

ICS
Math + Physics
Computer Scienc

BA
Economics + Ma
& Other Combina

□ معیاری نصابی تعلیم
□ پُرسکون باوقار علمی ماحول
□ دینی تعلیم وتربیت کا اہتمام

نگران وسرپرست ڈاکٹر اسرار احمد

موقع پر تشریف لا کر کالج کی عمارت، لائبریری، کمپیوٹر لیب، کالج ہاسٹل اور ''قرآن آڈیٹوریم'' کا معائنہ بھی کیجئے۔ کالج کا تعارفی بروشر مفت اور پراسپکٹس -/30 روپے میں حاصل کیجئے۔

★ کمپارٹمنٹ والے طلباء بورڈ کے قواعد کے مطابق داخلہ لے سکتے ہیں

ذہین اور مستحق طلباء کے لیے وظائف کی خصوصی سہولت
700، 600، 550 نمبروں سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء کے لیے بالترتیب 100%، 50% اور 25% ماہانہ فیس میں رعایت

برائے رابطہ: پرنسپل قرآن کالج
191 اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
TEL : 5860024 FAX: 5834000

# سحر قریب ہے اللہ کا نام لے ساقی!

قاضی عبدالقادر

افغانستان میں طالبان سے قبل بھی جرائم کچھ کم نہ تھے لیکن طالبان کے بعد کے دور میں تو یہ جرائم کا گڑھ بن گیا ہے۔ صرف طالبان کا چند سالہ دور ہی ایسا تھا جس میں ملک کو جرائم سے تقریباً پاک کر دیا گیا تھا اور فلک نے ایک صحیح اسلامی مملکت کی جھلک دیکھ لی تھی۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک سنہری باب تھا۔ اب کیا صورتحال ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ ایک رپورٹ کے مطابق——

طالبان کے سقوط کے بعد گذشتہ ڈھائی سالوں میں افغانستان کے اندر قتل' ڈکیتیوں اور مسلح گروپس کے تصادم میں کم از کم 2732 افراد ہلاک اور 3670 زخمی ہوئے ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں کرزئی حکومت کے تین وزیروں حاجی قدیر' ڈاکٹر عبدالرحمٰن اور میرویس صادق سمیت 16 اعلیٰ عہدیدار بھی شامل ہیں' جبکہ طالبان کے 5 سالہ دور میں کسی اعلیٰ پولیس اہلکار کے قتل کی بھی مثال نہیں ملتی۔ کرزئی حکومت کے قیام کے بعد سے اب تک زنا بالجبر کے 2488 واقعات بچوں اور بڑوں کے اغوا کے 723' جبکہ چوری' ڈکیتی اور عصمت دری کے 6960 سے زائد واقعات وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ اس وقت صرف کابل شہر میں 78 نائٹ کلب اور 93 بڑے شراب خانے موجود ہیں۔ مساج اور بیوٹی پارلر کے نام پر درجنوں ایسے بدکاری کے اڈے قائم کئے گئے ہیں' جہاں روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ بدکاری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کابل میں دو درجن سے زائد ہوٹلوں میں سور اور کتے کا گوشت دستیاب ہے' جبکہ شراب یہاں پانی کی طرح پی جاتی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس وقت افغانستان میں 1397 ایسے پھاٹک اور غنڈہ ٹیکس کے مراکز قائم ہیں جہاں عام شہریوں کو بری طرح لوٹا جاتا ہے۔ ہیروئن کی کاشت تاریخ میں پہلی مرتبہ ریکارڈ حد تک پہنچ چکی ہے۔ طالبان دور میں وہاں کے امیر المومنین ملا عمر مجاہد کے ایک فرمان پر ہیروئن کی پیداوار صفر رہ گئی تھی۔ (جواب پانچ ہزار ٹن تک پہنچ گئی ہے) مختلف جنگی کمانڈروں نے 1418 نجی جیلیں قائم کی ہوئی ہیں جہاں مخالفین پر بدترین تشدد کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ وہ جرائم ہیں جن کا اندراج ہو چکا ہے تاہم میڈیا تک نہ پہنچنے والے جرائم کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔

طالبان حکومت کے خاتمہ کے بعد کابل شہر مغربی ممالک کے شہریوں کی ثقافت اور ان کی سرگرمیوں کے بعد گناہوں کے شہر میں تبدیل ہو چکا ہے۔ شہر میں ایک بہت بڑی مارکیٹ بنائی گئی ہے جس میں درجنوں شراب کی دکانیں' ریسٹورنٹس اور نائٹ کلب قائم کئے گئے ہیں' جو غیر ملکیوں اور مغرب زدہ افغانوں کے لئے عیاشی کے مرکز بنتے جا رہے ہیں۔ ٹورنٹو (کینیڈا) کے مشہور اخبار ''گلوب اینڈ میل'' (Globe & Mail) نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ ایک طرف مغربی ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگ شہر کی سپر مارکیٹ سے مچھلی اور سگار خریدتے ہیں تو دوسری طرف غریب افغان عوام روٹی کے حصول کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں۔ مغربی ممالک کی خواتین نہانے والے کپڑے پہن کر کھلے عام پھر رہی ہیں۔ اخبار کا کہنا ہے کہ افغانستان کے آئین کی رو سے پابندی ہے لیکن پارٹیوں میں شراب کھلم کھلا استعمال کی جا رہی ہے۔ کابل کے علماء کی تنقید کے باوجود حالات میں کوئی تبدیلی نہیں آ رہی۔ ایک صدارتی امیدوار لطیف پدرم' جو فرانس میں جلاوطنی کی زندگی گزار چکے ہیں' نے کہا ہے کہ حامد کرزئی افغانستان میں جسم فروشی روکنے کے لئے قدم نہیں اٹھا رہے۔ اخبار کے مطابق چین سے سینکڑوں کی تعداد میں جسم فروشی کرنے والی فاحشاؤں کو لایا گیا ہے۔ جس سے چائنیز ریسٹورنٹس کا کاروبار کئی گنا بڑھ چکا ہے۔ یہ کاروبار پوش علاقوں وزیر اکبر خاں اور شہر نو میں عروج پر ہے۔ ایک مشہور علاقہ کے ہوٹل میں ایک پردہ لگایا گیا ہے جہاں افغان مرد چینی خواتین کے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں۔ اخبار کے مطابق یہ سرگرمیاں مسلم ثقافت و تہذیب کو مجروح کر رہی ہیں۔ افغانستان میں ایک غیر ملکی کی ماہانہ تنخواہ تقریباً 20 ہزار ڈالر ہے اور انہیں اپنے ''مخصوص'' کام کے لئے 25 ڈالر دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اخبار کے مطابق ایک مقامی میگزین میں اشتہار شائع ہوا تھا جس میں ایک جرمن ریسٹورنٹ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ریسٹورنٹ میں جرمن شراب سے تواضع کیجئے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ پل چرخی مسجد کے امام عبیداللہ رحمان نے کہا ہے کہ ایک دن لوگ اُٹھ کر حامد کرزئی کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹیں گے اور ان سے کہیں گے کہ شراب اور خواتین کی جسم فروشی آئین کے خلاف ہے۔

ہفت روزہ ''ضرب مومن'' کراچی اس رپورٹ کا ذمہ دار ہے کہ پچھلے دنوں صدر حامد کرزئی' طالبان سے قبل کے صدر پروفیسر برہان الدین ربانی اور اتحاد اسلامی کے سربراہ اور معروف جہادی رہنما استاد عبدالرب رسول سیاف کے درمیان ایک ملاقات میں شدید تلخ کلامی ہوئی۔ اطلاعات کے مطابق ربانی اور سیاف نے حامد کرزئی سے مطالبہ کیا کہ آئندہ نسلوں کو تباہی سے بچانے کے لئے ملک سے زنا' شراب نوشی اور اخلاقی بے راہ روی کا خاتمہ کیا جائے۔ جب ان رہنماؤں نے بار بار کرزئی حکومت کے اقدام پر تنقید کی اور اپنے اس مطالبے کو دہرایا کہ افغانستان جیسے ملک سے غیر اسلامی اور غیر شرعی حرکتوں کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں تو کرزئی برہم ہو گئے اور ربانی اور سیاف کو مخاطب کرتے ہوئے بولے کہ خدا کی قسم آپ دونوں نے افغانستان اور اسلام کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ روس اور امریکہ یا کوئی اور نہیں پہنچا سکتا۔ اگر آپ کو واقعی شرعی نظام اور اسلامی حکومت کے قیام سے دلچسپی تھی تو آپ دونوں نے پنجشیر اور جبل السراج کی غاروں میں چھپ کر طالبان حکومت کی مخالفت کیوں کی تھی؟ آپ بتائیں کیا طالبان حکومت سو فی صد اسلامی اور شرعی نہیں تھی؟ کیا شرعاً ان کی مخالفت جائز تھی؟ کرزئی نے ان کو کہا کہ میں تو اس وقت بیرون ملک مقیم تھا اور طالبان کی مخالفت میں کوئی عملی قدم بھی نہیں اٹھایا۔ آخر آپ دونوں نے کیوں امریکیوں کی مدد سے طالبان حکومت کا خاتمہ کیا؟ اب جبکہ سارا کام ہو چکا ہے تو خدارا آپ لوگ خاموش ہو جائیں۔ شرعی نظام اور اسلامی حکومت کا تقاضا بار بار نہ کریں۔

رپورٹ کو پڑھنے کے بعد طالبان کے افغانستان کی یادوں نے میرے دل و دماغ کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ جب صاف دل' پاک نظر' درویش صفت اور فرشتہ خصلت طالبان نے اپنے زیرنگیں نوے فی صد افغانستان کو (دس فی صد شمالی اتحاد کے پاس تھا جن سے وہ پورے عرصے مصروف جنگ رہے) ہر قسم کی برائی اور بے حیائی سے پاک کر دیا تھا اور پوری افغان قوم کو ستر و حجاب اور اسلامی تہذیب و روایات کے رنگ میں رنگ دیا تھا۔

بات کچھ طویل ہوتی جا رہی ہے اور شاید آپ پڑھ کے تھک بھی چکے ہوں لیکن ذرا ٹھہریئے کرسٹینا لیمب کا ذکر کئے بغیر یہ مضمون نامکمل سا رہے گا۔ کرسٹینا لیمب سے کون ناواقف ہے۔ وہ مغرب کی ایک معروف صحافی ہیں۔ لندن کے مشہور اخبار ''سنڈے ٹیلی گراف'' میں کام کرتی ہیں۔ اب تک پانچ کتب تحریر کی ہیں' دو کا تعلق پاکستان سے ہے۔

پاکستان اور افغانستان میں پچھلے 25 سال سے آ جا رہی ہیں۔ انہوں نے روس کے خلاف جہاد' طالبان کا دور' ان سے قبل اور بعد کے دور کا بہت قریب سے مشاہدہ کیا ہے۔ وہ پچھلے مہینے پھر افغانستان گئیں اور اپنے مشاہدات پر مبنی ''کرزئی حکومت اور افغانستان کے شراب خانے'' کے عنوان سے سنڈے ٹیلی گراف میں ایک مضمون تحریر کیا جو بعد میں نیویارک ٹائمز میں بھی شائع ہوا۔ ہم اختصار کے ساتھ مضمون کے کچھ اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مضمون میں افغانستان کے ایک سابق باشندے عمر زاہدی کا ذکر کیا جو روسی یلغار کے دوران افغانستان سے بھاگ کر امریکہ گیا تھا۔ وہاں اس نے ایک کمپنی میں نوکری کر لی۔ جب اسے محسوس ہوا کہ اس کے اسلامی نام کی وجہ سے امریکی اس سے کتراتے ہیں تو اس نے اپنا نام ایلکس رکھ لیا۔ کرزئی حکومت آئی تو اس نے کابل آ کر ''پی کاک'' (PEACOCK) کے نام سے اپنا ایک ہوٹل کھول لیا جو بنیادی طور پر شراب خانہ ہے۔ کرسٹینا لیمب کو اس نے اپنے ہوٹل کا دورہ کرایا' ان کے اس سوال پر کہ ہوٹل کھولنے کی کیا وجہ تھی تو اس نے کہا کہ ''غیر ملکیوں کو افغانستان میں ایک ایسی جگہ کی ضرورت تھی جہاں وہ مختصر لباس پہن سکیں' خنزیر کا گوشت کھا سکیں اور شراب پی سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں اس کے ذریعہ کافی رقم کماؤں گا۔'' کرسٹینا لیمب نے برطانیہ کے دو باشندوں کا بھی ذکر کیا جنہوں نے کابل میں ''ایلبوروم'' کے نام سے شراب خانہ بنایا ہے۔ یہ افغانستان کی پہلی کاک ٹیل بار ہے' جس میں کوئی بھی شخص دس ڈالر ادا کر کے شراب خرید سکتا ہے۔ اس میں بڑا رش ہوتا ہے۔ تھائی لینڈ کے ایک تاجر نے Lalita thongngamxam's کے نام سے ایک تھائی ریسٹورنٹ بھی کھولا ہے جس میں میزبان کے فرائض ادا کرنے کی ذمہ داری افغان لڑکیوں کو سونپی گئی ہے۔ یہ لڑکیاں اسکرٹ پہنتی ہیں اور ان کے بالائی لباس ستر پوشی سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ کابل میں اس وقت ایک بوتیک بھی کھل چکا ہے۔ نمبر ون کمپنی جو مانع حمل غبارے بناتی ہے اس نے کابل میں ایک کمرشل ریڈیو اسٹیشن بھی بنا لیا ہے۔ کرسٹینا لیمب کا کہنا ہے کہ کابل میں اس وقت ایک ہزار غیر ملکی تنظیمیں کام کر رہی ہیں' ان کے لئے مکانات اور رہائش ناپید ہیں۔ مکانات کے کرائے نیویارک کے علاقہ مین ہٹن کے برابر ہو گئے ہیں۔ کرسٹینا کے مطابق اگر صرف ایک ادارہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے مکانوں کا کرایہ جمع کیا جائے تو یہ رقم ڈیڑھ ملین ڈالر سالانہ بنتی ہے۔ یہ تمام مکانات اُن افغانوں کے ہیں جو پاکستان میں بیٹھے ہیں یا یورپ کے دوسرے ملکوں میں۔ کرسٹینا کا کہنا ہے کہ یورپ و امریکہ کی ایک ہزار تنظیمیں افغانوں کی مدد کی بجائے' امدادی ساری رقم شراب نوشی اور کرایہ کی مد میں اڑا رہی ہیں۔

کرسٹینا کا کہنا ہے کہ ''افغانستان میں کام کرنے والے غیر ملکی ٹھیکیداروں' امدادی کارکنوں اور سلامتی کے مشیروں کو عیاشی کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن ان کی عیاشی سے افغانوں میں جو آزردگی اور احساس محرومی پھیل رہا ہے وہ بہت خطرناک ہے' وہ بہت ظلم ہے۔'' اتنی بڑی تعداد میں امدادی تنظیمیں ہیں لیکن افغانوں کو کوئی مدد نہیں مل پا رہی۔ سب ان کی عیاشی میں خرچ ہو جاتی ہے۔ کرسٹینا لیمب کہتی ہے کہ افغانوں کو امریکہ نے طالبان دور کے خاتمہ پر جس جگہ چھوڑا تھا' وہ آج تک اسی جگہ کھڑے ہیں۔ خود اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ معذور لوگ افغانستان میں ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ بیماریاں افغانستان میں پائی جاتی ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ بے روزگاری' بدامنی' لاقانونیت اور عدم تحفظ کا احساس افغانستان میں پایا جاتا ہے۔ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ بھکاری افغانستان میں ہیں۔ بی بی سی کے مطابق کابل کی زیادہ تر عورتیں بھوک اور افلاس کے باعث عصمت فروشی پر مجبور ہو چکی ہیں۔ رہی ترقی تو اس کے بارے میں کرسٹینا لیمب نے یہ دلچسپ واقعہ تحریر کیا ہے کہ ''چند روز پہلے برطانیہ کی ایک ٹیم افغانستان میں جاری ترقیاتی کاموں کا جائزہ لینے کابل گئی۔ یہ لوگ کابل کے نواح میں ایک گاؤں میں رکے۔ گاؤں کے سردار کو طلب کیا گیا۔ ٹیم کے سربراہ نے اس سے پوچھا۔ طالبان کا دور اچھا تھا یا یہ وقت ٹھیک ہے۔ سردار نے فوراً جواب دیا موجودہ زندگی طالبان کے دور سے اچھی ہے۔ ٹیم کے سربراہ نے اطمینان کا سانس لے کر پوچھا۔ کیوں؟ وجہ بتاؤ؟ سردار بولا۔ اس وقت اگر آپ کے گاؤں میں بجلی اور ٹیلی ویژن موجود ہو تو آپ وی سی آر چلا سکتے ہیں۔ ٹیم کے سربراہ نے پوچھا۔ کیا تمہارے گاؤں میں لوگ وی سی آر چلاتے ہیں۔ سردار نے بے بسی سے جواب دیا' نہیں۔ کیونکہ ہمارے گاؤں میں بجلی اور ٹیلی ویژن نہیں ہے۔ ٹیم کے سربراہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ سردار نے تھوڑی دیر سوچا اور کہا۔ ہاں' اب اس دور میں ہم اپنی بچیوں کو اسکول بھیج سکتے ہیں۔ لیکن ۔۔۔! ٹیم کے سربراہ نے بے صبری سے پوچھا۔ لیکن کیا؟ سردار نے جواب دیا۔ ''لیکن ہمارے گاؤں میں تو اسکول ہی نہیں۔''

یہ ہے وہ ترقی جو افغانستان کو امریکہ نے عطا کی ہے۔

### پردہ گرتا ہے

آیئے! ہم آپ کو **163** سال قبل کے افغانستان میں لے چلتے ہیں۔ یہ **1841**ء ہے۔ ایک مکار اور سازشی شخص موہن لال نے جو ہندی' فارسی اور انگریزی کا ماہر تھا' اپنے مکر و فریب کے جوہر دکھائے اور ہندوستان میں انگریزی حکومت کی طرف سے قندھار میں پولیٹیکل ایجنٹ کے عہدے پر فائز ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس نے سازشوں کے ذریعہ انگریزوں کو کابل پر حملہ کرنے پر اکسایا' جنگ ہوئی' افغان سرکار ہار گئی انگریز جیت گئے۔ انگریزوں نے شاہ شجاع کو تخت پر بٹھا دیا (یہ اس وقت کے ''کرزئی'' تھے) اور اس کی آڑ میں وہاں حکومت کرنے لگے۔ موہن لال کابل میں انگریزوں کے ساتھ رہا۔ بادشاہ کٹھ پتلی بن کر رہ گیا۔ سارے اختیارات انگریزوں نے اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ کابل میں شراب خانے کھولے گئے اور انگریز فوج نے سر عام شراب نوشی شروع کر دی۔ انہوں نے بڑے بڑے مکانات اور باغوں پر قبضہ کر لیا۔ شہر بھر میں قحبہ خانے کھل گئے۔ انگریز فوج کی دست درازیاں شرفاء کے گھروں تک پہنچ گئیں۔ انگریز افسر و اہلکار سرداروں کی بہو بیٹیاں اٹھا لاتے اور اس زیادتی پر حکومت خاموش رہتی۔ افغان تین سال تک یہ ظلم سہتے رہے۔ یہاں تک کہ ستمبر **1841**ء کا مہینہ آیا۔ تمام افغان سردار جمع ہوئے اور انہوں نے قرآن پر دستخط کر کے انگریزوں کو چن چن کر قتل کرنا شروع کر دیا۔

فاتح افغانستان سر الیگزینڈر برنس کو اس کے گھر میں مار دیا گیا۔ یہ بغاوت **7** جنوری **1842**ء تک جاری رہی۔ تنگ آ کر انگریزوں نے افغانستان چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔ انگریزی فوج کابل سے نکلی لیکن افغانوں نے اسے راستے میں گھیر کر بے دردی سے قتل کر دیا۔ اس جنگ میں **20** ہزار انگریز مارے گئے' صرف ڈاکٹر برائیڈن بچا جو زندگی بھر افغانوں کی ''بربریت'' کی داستان سناتا رہا۔ انگریزوں نے اس کے بعد بھی مڑ کر بھی افغانستان کی طرف نہیں دیکھا بلکہ اس قدر خائف ہوئے کہ پاکستانی اور افغانی قبائلی علاقوں پر بھی ان کا سکہ نہ چل سکا اور وہ آزاد رہے۔ موہن لال بچ بچا کر ہندوستان پہنچ گیا۔ اس نے بعد میں ایک کتاب تحریر کی جس میں اس نے لکھا کہ افغانی سب کچھ سہہ جاتے ہیں لیکن وہ بیرونی طاقتوں کو برداشت نہیں کرتے۔ افغان شراب اور جنسی بے راہ روی کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کرتے۔

### پردہ اٹھتا ہے

**163** سال کے بعد اب **2004**ء میں ہم پھر افغانستان میں ہیں جہاں اب انگریزوں کی جگہ امریکیوں نے لے لی ہے۔ شاید ان کا حشر بھی قریب ہے کہ بیرونی طاقتوں کو برداشت کرنا افغانوں کی سرشت میں ہے ہی نہیں

الیس الصبح بقریب؟ (کیا صبح قریب نہیں ہے؟) عذاب کی صبح نہیں بلکہ عذاب سے چھٹکارے کی صبح ۔۔۔! سامراجیوں کے ظلمت کدہ کو تہس نہس کرنے والی صبح!

دعوت فکر و عمل

# اسلام میں ریاکاری کی مذمت

فرید اللہ مروت

ریاکاری' نام ونمود اور دکھلاوے کو کہتے ہیں۔ یہ نہایت قبیح اور برے اخلاق وکردار میں سے ہے۔ اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں اس بات کو بڑی اہمیت دی گئی کہ بندہ جو بھی نیک کام کرے وہ اخلاص وللّٰہیت سے کرے یعنی اس کا مقصد اللہ کی رضاجوئی اور خوشنودی کا حصول ہو نہ کہ نام و نمود اور لوگوں میں اپنے کو بڑا ظاہر کرنا چنانچہ کوئی عمل چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی قبولیت یعنی عنداللہ مقبول ہونے اور اجر وثواب کے استحقاق کے سلسلے میں ہر عمل کا دارومدار نیت پر رکھا گیا اور یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی کہ اللہ بندوں کے مال ودولت یا ان کی صورتوں کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ ان کے دلوں کو دیکھتا ہے۔

اللہ بڑا بے نیاز ہے' اسے وہ نیکی ہرگز قبول نہیں جس کے کرنے میں بندہ مخلص نہ ہو۔ اللہ کی رضاجوئی چھوڑ کر کسی اور کو خوش کرنے کی غرض سے وہ نیکی انجام دی گئی ہو یا کوئی دنیوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے۔

ایک حدیث میں ہے "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع کرے گا' پھر ایک منادی اعلان کرے گا جس شخص نے اپنے کسی ایسے عمل میں جو اس نے اللہ کے لئے کیا' کسی اور کو بھی شریک کیا ہو وہ اس کا ثواب اسی دوسرے سے جا کر طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ سب شرکاء سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہے۔ (مسند احمد)

ریاکاری اور خواہش پرستی کو شرک اصغر اور شرک خفی کا نام دیا گیا۔ سورہ جاثیہ کی آیت 23 میں فرمایا گیا "کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا۔"

اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کے سلسلے میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اس میں ریاکاری کی آمیزش نہ ہو اور ان (کافروں) کی طرح نہ ہو جاؤ جو غرور اور لوگوں کو دکھاوے کے لئے گھر سے نکلے" (سورہ الانفال آیت 47)

انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلے میں تاکید کی گئی "اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔" (البقرہ:264)

منافقوں کے بارے میں خبردار کیا گیا کہ "وہ نماز کے لئے جب کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کو دکھانے کے لئے دل سے وہ اللہ کو یاد نہیں کرتے۔" (النساء:142)

پھر سورۃ الماعون میں ریاکار نمازیوں کی ہلاکت کی خبر ان الفاظ میں دی گئی ہے۔

"ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں۔"
(الماعون: 4 تا 6)

غرض اسلام میں ریاکاری کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ نہایت مضموم خصلت ہے اور اللہ رب العالمین کے احسانات اور انعامات کی ناشکری وناقدری بھی۔

چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقی شرک نہ سہی' شرک کے قائم مقام ضرور ہے۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے اس خطرہ سے امت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

"مجھے تمہارے بارے میں شرک اصغر کا زیادہ خوف ہے۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ شرک اصغر ریاکاری ہے۔ (مسند احمد)

سنن ماجہ کی ایک روایت میں اسے مسیح دجال سے زیادہ خوفناک فتنہ قرار دیا گیا۔ "جہنم میں ریاکاروں کے لئے ایک مخصوص وادی ہے جس کی ہولناکی سے جہنم خود روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ (سنن ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت کے دن سب سے پہلے جس کے حق میں جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا وہ ریاکار شہید' ریاکار عالم وقاری اور ریاکار سخی ہوں گے۔" (صحیح مسلم)

ریاکاری ونام ونمود کی مذمت اس کے دینی واخروی نقصانات اور بھیانک نتائج کے سلسلے میں اور بھی واضح ارشادات نبوی ﷺ موجود ہیں' لیکن مذکورہ چند آیات و احادیث سے بھی اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ ریا ونمود اسلامی اخلاق وکردار کے بالکل منافی اور اللہ ورسولؐ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ عادت ہے۔ اہل ایمان کو اس سے بہت دور اور بہت محتاط رہنا چاہئے۔ ورنہ اس کی آمیزش سے سارے اعمال کے ضیاع کا خطرہ ہے۔ اللہم سب کو اس گھناؤنے فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## سفرِ آخرت

اک مسافر تھا کچھ دیر ٹھہرا یہاں
اپنی منزل کو آخر روانہ ہوا
بات کل ہی کی ہے' محسوس ہوتا ہے یوں
جیسے گزرے ہوئے' اک زمانہ ہوا
زندگی سے خفا ہو کے وہ چل دیئے
جیتے جی جو کسی سے خفا نہ ہوا
آگے آگے مسافر کی بارات تھی
پیچھے پیچھے زمانہ تھا روتا چلا
عمر بھر جن کی اس سے رفاقت رہی
ڈھیروں مٹی کے نیچے دبا کر گئے
دوست آنسو بہاتے گئے قبر تک
ساتھ اس کے نہ کوئی روانہ ہوا
جب اتارا لحد میں تو کہا کان میں
اب ہماری گلی میں نہ آنا کبھی
روز محشر ملیں گے تمہیں اب ہی
حشر تک یہ لب نہ ہلانا کبھی
یہ سخن سن کے وہ چپ کہ چپ رہ گیا
اک جملہ بھی اس سے ادا نہ ہوا
جسم مٹی سے ڈھانپا اٹھے چل دیئے
دو قدم پر رکے فاتحہ کے لئے
آئی اس کی لحد سے صدا دوستو
آپ آئیں گے پھر کب دعا کے لئے

(شکیل احمد پنڈی گھیپ)


## ضرورت رشتہ

ایک بیٹا ایم اے پاس' عالم دین' عمر 26 سال' خطیب جامع مسجد' کراچی۔ دوسرا بیٹا سرکاری ملازمت' معقول تنخواہ عمر 30 سال' ایک بیٹی تعلیم یافتہ' امور خانہ داری میں ماہر' عمر 32 سال' موزوں تحریکی گھرانے رابطہ فرمائیں۔
کراچی فون نمبر: 6976859 (021)

☆☆☆

لڑکا' عمر 26 سال' تعلیم بی فارمیسی+ایم فل فارماسوٹیکل کیمسٹری' برسرروزگار کے لئے ترجیحاً گجر برادری سے نیک سیرت تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ رابطہ: خلیل احمد گجر
فون: 5756439-0300439467 5

# یوٹرن (U-Turn)

بنت تاج

❁ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

یقیناً یہاں شاعر دنیاوی پڑھائی اور کالج کی پڑھائی کو نفی نہیں کر رہے بلکہ کہنا یہ مقصود ہے کہ چونکہ فرعون کو نجومیوں نے خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری سلطنت کو تہس نہس کر دے گا۔ فرعون بجائے اس کے کہ اللہ کی طرف رجوع کرتا' اپنے کردار پر نظر ثانی کرتا' عاجزی کرتا' اس نے عقل و منطق کے گھوڑے دوڑائے اور ''سکیم'' جو اس کے شیطانی ذہن میں ابھری وہ یہ تھی کہ ''میں بنی اسرائیل میں کسی بچہ کی پیدائش کو اس طرح ختم کر دوں گا کہ فوراً بچہ پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جائے اور بچیوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے اور یوں کرنے پر اس کی بدنامی اور رسوائی تو بعد میں خوب ہوئی اور مقصد بھی حاصل نہ ہو سکا۔ شاعر اس شعر کے حوالے سے بیان کرنا چاہتا ہے کہ فرعون نے یوں کھلے عام ان کے خلاف یہ کام کر کے (بچوں کا قتل کر کے) بدنامی مول لی' لوگوں کی نفرت اور غصہ سمیٹا۔ وہ اس سے بچ سکتا تھا اور اپنا مقصد ''اقتدار کی بقاء'' اس طرح حاصل کر سکتا تھا کہ ''میٹھا زہر'' انہیں پیش کرتا' انہیں معلوم بھی نہ ہوتا کہ کیا چال ان کے ساتھ چلی گئی ہے اور ''ایک تیر سے دو شکار'' بھی ہو جاتے۔

وہ ''میٹھا زہر'' کیا ہوتا؟ یا کیا ہے؟ جو آج دیا جا رہا ہے Co-Education Colleges مخلوط پڑھائی کا نظام' اگر وہ یہ رائج کر دیتا تو لڑکے بظاہر تو زندہ ہوتے' چلتے پھرتے نظر آتے' حقیقی طور پر' روحانی طور پر اپنی موت آپ مر جاتے۔ ان میں جرأت' بہادری' حق و صداقت کے لئے جان قربان کر دینے کا جذبہ' کلمہ حق جابر حکمران کے سامنے کہنے کی جرأت' جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''سب سے افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے''۔ وہ ان خرافات میں گم ہو جاتے جو مخلوط مجالس کا خاصا ہیں۔ لڑکے اپنے مدمقابل صنف کی خصوصیات کو اختیار کرتے جاتے اور بہادری و شجاعت کی جگہ ناز و نخرے اور ادائیں ان میں نکھر کر سامنے آتیں اور پھر یوں ان کے Physical قتل سے وہ بدنامی اس کے حصے میں نہ آتی اور ان کے قتل کا خود ان کو طبعی شعور ہی نہ ہوتا۔

آج کا المیہ یہ ہے کہ مخلوط Colleges تو جگہ جگہ تقریباً ہر بڑی سڑک پر دو یا تین مل ہی جاتے ہیں اور ان میں کون کون سی خرافات جنم لے رہی ہیں۔ صرف وہ بڑے بڑے Colleges جہاں خواتین ہی کو تعلیم دی جاتی ہے اور لوگوں میں عوام الناس سے لے کر Elite Class تک ان کا بہت چرچا ہے۔

وہاں کی صورت حال بھی کچھ ایسی اچھی نہیں ہے۔ بہت سے واقعات زبان زد عام ہیں۔ اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ والدین کو اس کی طرف توجہ دلائی جائے خصوصاً ان والدین کو جو اپنے آپ کو آخرت میں اللہ کے ہاں مسئول سمجھتے ہیں۔ جانتے ہیں اور صرف جانتے ہی نہیں دل کی گہرائیوں سے یقین بھی رکھتے ہیں کہ ''ایک دن اللہ سے ملاقات ہونی ہے اور اللہ نے اس دنیا میں جو کچھ دے کر بھیجا ہے اس میں سے ہر ایک چیز کا حساب مجھ سے لیں گے۔

دو اہم چیزیں جو قرآن بار بار بیان کرتا ہے ''اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ'' بے شک تمہارے ''اموال'' اور تمہاری ''اولادیں'' فتنہ ہیں۔ فتنہ کہتے ہیں ''کسوٹی'' کو جس پر کہ زیور کو پرکھا جاتا ہے کہ کتنا سونا ہے اور کتنی ملاوٹ۔ اللہ انسان کو جن پر پرکھیں گے وہ ہیں ''مال'' اور ''اولاد''۔ آیئے دیکھیں کہ ہم یہ اپنی آخرت سنوارنے اور جنت کے حصول کے لئے لگا رہے ہیں یا پھر اللہ کی عطا کردہ ان دو امانتوں میں خیانت کرتے ہوئے' جہنم کی راہوں پر رواں دواں ہیں۔ اگر آخرت سنور رہی ہے تو پھر آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ان شاء اللہ آپ اللہ کو راضی کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن اگر اس کے برعکس معاملہ ہے جو کہ اکثریت کا ہے اب بھی وقت ہے کہ ان راہوں سے **U-Turn** لیجئے' واپس لوٹیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر۔

❁

---


## ایک سال کے لئے ''ندائے خلافت'' مفت حاصل کیجئے

رفقاء و احباب کے لئے یہ خبر مسرت کا باعث ہوگی کہ تنظیم اسلامی کے نئے اور کشادہ مرکز کی تعمیر کے لئے لاہور کے مضافات میں ایک قطعۂ زمین حاصل کر لیا گیا ہے۔ تعمیر کا کام ان شاء اللہ ضروری انتظامات مکمل ہونے پر شروع کر دیا جائے گا' فی الحال اُس مرکز کے لئے نام کا مرحلہ درپیش ہے۔ مرکزی سطح پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ رفقاء و احباب مرکز کے لئے ''نام'' تجویز کریں۔ تجویز کردہ نام ہمیں مرکزی دفتر تنظیم اسلامی کے پتہ پر 30 ستمبر 2004ء تک وصول ہو جانے چاہئیں۔ جس ساتھی کا تجویز کردہ نام اختیار کیا جائے گا اُس کا اعلان سالانہ اجتماع کے موقع پر کیا جائے گا اور اسے ایک سال کے لئے ندائے خلافت اعزازی طور پر جاری کیا جائے گا۔

براہِ مہربانی ایک مراسلے میں صرف ایک نام ہی تجویز کیا جائے۔ شکریہ!

المعلن: **شعبۂ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی**

# چہرے کا پردہ

## ''ایوانِ اقبال'' لاہور میں تحریکِ خلافت پاکستان کے زیر اہتمام
## بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے خصوصی خطاب کی رُوداد

تحریر: جناب وسیم احمد' نائب ناظم نشرو اشاعت' تنظیم اسلامی' پاکستان

گزشتہ دنوں الیکٹرانک میڈیا پر چند نام نہاد علماء کرام نے ستر وحجاب کے حوالے سے جو غلط فہمیاں پیدا کیں خصوصاً چہرے کے پردے کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار فرمایا اس نے دینی مزاج رکھنے والے اور شرعی پردے پر عمل کرنے والے مسلمانوں کے ذہنوں میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا کر دی۔ اس سے پہلے کہ یہ شکوک و شبہات کوئی یقینی شکل اختیار کرتے۔ ''تحریک خلافت پاکستان'' نے بروقت ایسا پروگرام تشکیل دیا کہ پردے کے حوالے سے اسلام کی اصل تعلیمات کو نہ صرف کتاب وسنت بلکہ عقلی و منطقی دلائل کے ساتھ واضح کیا گیا۔ یہ پروگرام ایوانِ اقبال کے وسیع وعریض آڈیٹوریم میں 5 ستمبر بروز اتوار 10 بجے منعقد ہوا۔ جس کا عنوان تھا ''اسلام میں پردے کے احکام اور اقوام متحدہ کا سوشل انجینئرنگ پروگرام''۔ قاری عبدالماجد صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ موضوع کی مناسبت سے رفیق تنظیم اسلامی مجیب الرحمٰن صاحب نے چند اشعار پڑھے:

فرشتے تیرے تقدس کی قسم کھاتے تھے
خود کو کیوں سر عام یوں نیلام کیا
تجھ کو بخشا تھا خدا نے اونچا مرتبہ
چھوڑ کر گھر کی فضا خود کو کیوں بدنام کیا
نعرۂ آزادیٔ نسواں کا لگا کر تو نے
اپنی ہی راہ میں کانٹوں کا چلنا عام کیا
گھر تھا جو امن کا گہوارہ کبھی تیرے سبب
کیوں اسے جنگ کا میدان صبح و شام کیا
بن کے تصویر سرِ راہ لٹکی کیوں ہے
بیچ دی آبرو کیوں' اتنا برا کام کیا
تجھ کو خالق نے بنایا کہ ہو خلقت پیدا
پھر کیوں خلقت سے دغا طشت ازبام کیا
تھی جو فردوس بریں تیرے قدم کی زینت
اس کو ٹھکرا دیا کیوں اپنا بد انجام کیا

ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان جناب عبدالرزاق صاحب نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو مجوزہ موضوع پر دعوت خطاب دینے سے قبل تحریک خلافت پاکستان کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی۔ ایوانِ اقبال جس میں تیرہ سو نشستوں کی گنجائش ہے میں کم از کم دو ہزار خواتین وحضرات اس پروگرام میں شرکت کے لئے تشریف لا چکے تھے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے حسب روایت اپنے خطاب کا آغاز تلاوت آیات اور احادیث سے کیا اور کہا کہ یہودی اس وقت دنیا میں لبرل ازم کو فروغ دے رہے ہیں' جبکہ اسلام میں معاشرتی نظام کی بہتری کے لئے مضبوط خاندانی نظام ہدف اول ہے۔ یورپ کو احیاء العلوم کی تحریک کے نتیجے میں سائنسی علوم پر دسترس حاصل ہوئی تو وہاں یک چشمی تہذیب نے جنم لیا۔ انہوں نے آسمانی ہدایت سے منہ موڑا اور خدا سے بغاوت کے نظام سیکولرازم کو رائج کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت فرنگ کی رگِ جاں امریکہ ہے جو یہودیوں کے پنجے میں ہے وہ اسلام کے خاندانی نظام کی تباہی کے لئے خصوصی مشن کے تحت کام کر رہا ہے۔ 1994ء کی قاہرہ کانفرنس' 1995ء میں بیجنگ کانفرنس اور 2000ء میں بیجنگ پلس فائیو کانفرنس اسی ناپاک ایجنڈے کی کڑیاں تھیں۔ ان کانفرنسوں میں یہ مطالبات کئے گئے کہ (i) پوری دنیا میں ہم جنس پرستی کو جائز قرار دیا جائے۔ (ii) عورتوں کو حمل و وضع حمل کی مزدوری دی جائے۔ (iii) جسم فروشی کو باعزت پیشہ قرار دیا جائے اور اسے جنسی مزدور کہا جائے۔ (iv) میراث اور طلاق میں برابری کا حق دیا جائے۔ (v) عورتوں کو گھر کے کام کاج کرنے کی بھی اجرت دی جائے۔ انہوں نے ان سفارشات کو سوشل انجینئرنگ یعنی معاشرتی تعمیر نو کا نام دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مغرب کی پالیسیوں کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا کہ ان کے اپنے معاشرے کا یہ عالم ہے کہ وہاں محرم رشتوں کے درمیان جنسی تعلق (Insest) کی شرح بہت بڑھ چکی ہے جو وہاں ذہنی امراض پیدا کرنے کا سب سے بڑا سبب بن رہی ہے۔ انہوں نے ایک امریکی تھنک ٹینک (Rand Corporation) جو امریکی محکمہ دفاع وسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کو پالیسیاں وضع کرنے کے حوالے سے مشورے دیتا ہے' کی تجاویز کا بھی تذکرہ کیا۔ جس میں انہوں نے مسلمانوں کے حوالے سے سفارشات دیتے ہوئے کہا ہے کہ (1) وہ افراد جو اسلام کو مذہب نہیں دین سمجھتے ہیں وہ فنڈامنٹلسٹ ہیں' وہ ہمارے اولین دشمن ہیں انہیں ہر صورت میں ختم کرنا چاہئے۔ (2) روایت پسند علماء جو مساجد میں امامت وخطابت کرتے ہیں انہیں فرقہ وارانہ اختلافات میں الجھا کر رکھنا چاہئے کیونکہ یہ کبھی بھی فنڈامنٹلسٹ حضرات سے مل کر ہمارے لئے خطرے کا موجب بن سکتے ہیں۔ (3) اسلام کی تعبیر جدید کرنے والے ماڈرنسٹ علماء کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا تک بھرپور رسائی دی جائے۔ (4) سیکولرسٹ حضرات پہلے ہی ہمارے ہم خیال اور ہمنوا ہیں لہٰذا فنڈامنٹلسٹ اور روایتی علماء کو ختم کیا جائے اور ماڈرنسٹ وسیکولر حضرات کو سپورٹ کیا جائے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اسلام ایمانیات' عبادات' رسومات' سیاسی' معاشرتی اور معاشی نظاموں کے مجموعے کا نام ہے۔ یہ صرف مذہب نہیں' مکمل دین ہے اور قرآن وسنت دونوں اس کی اساس ہیں۔ پردے کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے قرآنی سورتوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ سورۃ احزاب میں عورت کے لئے گھر سے باہر پردے کے احکام آئے ہیں جب کہ سورۃ النور میں گھر کے اندر پردے کے احکامات نازل ہوئے ہیں۔

چہرے کے پردے کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے فرمان نبوی ﷺ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ کہیں رشتہ طے کرنے کے لئے مرد کو اپنی متوقع بیوی (منگیتر) کو ایک نظر دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے اگر ہمارے دین میں چہرے کا پردہ لازم نہیں ہے تو ایسی رخصت کے کیا معنی ہیں۔ اسلام نے عورت کے لئے پردے کے حوالے سے درجہ بندی کی ہے۔ جس کے مطابق پہلا پردہ گھر کی چاردیواری ہے' دوسرا پردہ ستر کے احکامات ہیں۔ تیسرا نامحرموں سے چہرے کا پردہ ہے۔ اسلام نے مرد اور عورت کی جسمانی ساخت کے اعتبار سے جداگانہ میدان کار متعین کئے ہیں۔ جس میں نسل انسانی کے زمانہ حال کی بہتری کے لئے مرد کو ذمہ دار جبکہ مستقبل کی بہتری یعنی اگلی نسل کی پرورش عورت کی ذمہ داری ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے واضح کیا کہ اسلام میں عارضی محرم کا کوئی تصور نہیں۔ ہمارے ہاں ایک طبقہ دیور' سالی اور بھابی کو عارضی محرم قرار دے کر ان کو پردے سے استثناء قرار دیتا ہے جو بالکل غلط اور فتنہ برپا کرنے کی کوشش ہے۔ نامحرم ہر حال میں نامحرم رہتا ہے۔ جن نامحرم رشتوں میں قرب زیادہ ہوتا ہے وہاں فتنے کا زیادہ خدشہ ہوتا ہے' لہٰذا ایسے رشتوں میں زیادہ سخت پردہ ہونا چاہئے۔ اجتماعی دعا پر یہ پروگرام ختم ہوا۔

## امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کا دورہ کوئٹہ

6 تا 9 اگست 2004ء

امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید صاحب مع ناظم اعلیٰ جناب اظہر بختیار خلجی صاحب 6 اگست بروز جمعہ بذریعہ جعفر ایکسپریس صبح 9 بجے کوئٹہ پہنچے۔

مسجد ابوبکر صدیق میں قبل از جمعہ 20 منٹ کا خطاب فرمایا۔ اس کے بعد خطبہ جمعہ اور نماز پڑھائی۔

شام کو بعد نماز عصر خواجہ ندیم احمد صاحب کے گھر رفقاء کے ساتھ تفصیلی نشست ہوئی۔ جس میں رفقاء سے تعارف اور سوال جواب بھی ہوئے۔

15 ملتزم اور 12 مبتدی رفقاء نے شرکت کی۔ خضدار سے جناب اقتدار احمد صاحب نقیب اسرہ خضدار نے بھی شرکت کی۔ عشاء کی نماز پر یہ نشست اختتام پذیر ہوئی' رات کا کھانا خواجہ ندیم احمد صاحب (نقیب اسرہ شہر) کے یہاں کھایا جس میں کچھ احباب اور ایک معروف خطیب مسجد جناب عبداللہ منیر صاحب بھی شریک ہوئے۔ دوسرے دن صبح 9 بجے سے 1 بجے تک حلقہ کے دفتر میں احباب اور رفقاء کے ساتھ نشست رہی۔ عصر کی نماز کے بعد جمعہ کی تقریر سے متعلق سوال جواب کی نشست رکھی گئی تھی۔ جس میں شرکاء جمعہ اور دوسرے احباب نے بھی شرکت کی۔ عشاء سے قبل رات کے کھانے کے لئے جناب محمد ادریس صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ (نقیب اسرہ مضافات)

تیسرے دن صبح حلقہ ہی کے دفتر میں صبح 10 بجے سے دوپہر تک رفقاء اور احباب سے ملاقات رہی۔ دوپہر کا کھانا سلیمان قیوم صاحب (نقیب اسرہ نواں کلی) کے گھر تھا۔ کھانے سے پہلے محمد سلیمان قیوم صاحب نے امیر محترم سے ملاقات کی اور اس کے بعد عبدالسلام عمر صاحب نے بھی امیر محترم سے ملاقات کی اس کے بعد کھانا کھایا جس میں کچھ اور رفقاء بھی شریک ہوئے۔

شام کو بھی دفتر حلقہ میں رفقاء اور احباب نے امیر محترم سے ملاقات کی اس کے بعد کھانے کے لئے محمد رضوان صاحب کے گھر تشریف لے گئے رات کے کھانے پر رضوان صاحب نے کچھ احباب کو بھی دعوت دی تھی جس میں ختم نبوت بلوچستان کے مبلغ جناب عبدالعزیز جتوئی صاحب بھی شریک ہوئے۔ 9 اگست 04ء کی صبح 10:30 بجے بذریعہ کوئٹہ ایکسپریس واپس عازم سفر ہوئے۔

امیر محترم کا یہ تنظیمی دورہ ہر اعتبار سے بڑا مفید ثابت ہوا۔ جہاں رفقاء کو امیر محترم سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل ہوا' وہیں امیر محترم کو رفقاء کوئٹہ کا قریبی تعارف حاصل ہوا۔ اور ساتھ ہی ساتھ حلقہ کو اپنے کام کرنے میں بڑی مدد ملی۔ اللہ رب العزت سے قوی امید ہے کہ امیر محترم کا یہ تنظیمی دورہ بلوچستان میں تنظیم کی تقویت کا باعث ہوگا۔ (رپورٹ: محمد راشد گنگوہی)

## ماہ جولائی میں تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے زیر اہتمام دوروزہ پروگرام

24 جولائی بروز ہفتہ صبح نو بجے مسجد الہدیٰ پیپلز کالونی راولپنڈی کینٹ میں ناظم دعوت حلقہ پنجاب شمالی کی قیادت میں دوروزے کا آغاز ہوا۔ دوروزے میں شرکت کیلئے آنے والے رفقاء کو امیر تنظیم اسلامی راولپنڈی جناب رؤف اکبر صاحب نے خوش آمدید کہا اور انہیں مبارکباد پیش کی کہ وہ اس نفسا نفسی اور دنیاوی کشمکش کے دور میں اللہ کی رضا کے لئے یہاں اپنا کاروبار اور گھر بار چھوڑ کر آئے ہیں۔ اس کے بعد رفقاء کو دوروزے کے دوران ہونے والے پروگراموں سے آگاہ کیا گیا۔

دوروزے کا باقاعدہ آغاز قرآن حکیم کی سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت سے ہوا۔ پھر اس سورۃ کو مذاکرے کی شکل میں سمجھنے کی کوشش کی۔ پہلے سیشن کا دوسرا پروگرام اسی سورۃ کو حفظ کرنا تھا۔ تمام رفقاء نے بڑے انہماک سے اس سورۃ کو حفظ کیا۔ اگلے حصے میں رفقاء کو درس دینے کی مشق کرانے کے لئے موضوعات تفویض کئے گئے۔ بعد نماز ظہر دوسرے سیشن کا آغاز ہوا جس میں تمام رفقاء نے قرآن و حدیث کے حوالے سے دروس دیئے۔ اس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ نماز عصر کے بعد رفقاء کو تقسیم کر کے گشت کے لئے بھیجا گیا۔ جس میں انہوں نے مغرب کے بعد ہونے والے درس قرآن کی دعوت دی۔ بعد از نماز مغرب راحت کالونی مغل بھاٹہ میں عدالت حسن صاحب کی رہائش گاہ پر شبیر حسین صاحب نے آیۂ بر کی روشنی میں نیکی کی حقیقت پر درس دیا۔ جبکہ دوسرا درس قرآن مسجد الہدیٰ میں شمیم اختر صاحب نے ''آخرت میں کامیابی کی شرائط'' کے موضوع پر دیا' ان دروس قرآن میں حاضرین کی تعداد بیس سے پچیس تک رہی۔ بجلی کی آنکھ مچولی کے باعث لوگوں کو کافی دقت ہوئی لیکن رات بھر بجلی نہ ہونے کے باوجود رفقاء نے انتہائی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔

دوسرے دن کا آغاز مطالعہ لٹریچر سے ہوا جس میں مقامی امیر نے ''نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام'' کتابچے کا مطالعہ کروایا۔ اس کے بعد دو دروس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس کے لئے رفقاء نے گشت کیا اور لوگوں کو قرآن سے جوڑنے کے لئے بھرپور دعوت دی۔ پہلا درس قرآن ڈھمیال کیمپ نصیر صاحب کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ جس میں محترم شکیل احمد صاحب نے فرائض دینی کا جامع تصور پیش کیا جبکہ دوسرا پروگرام کیانی روڈ مغل آباد میں اطہر شاہین صاحب کے گھر پر کیا گیا۔ جس میں شمیم اختر صاحب نے ''راہ نجات'' کے موضوع پر درس دیا۔ ان دروس میں حاضرین کی تعداد بیس تا بائیس رہی۔ ان پروگراموں کے بعد رفقاء ایک بار پھر مسجد الہدیٰ میں جمع ہوئے۔ جہاں ان کے سامنے محترم طارق محمود صاحب نے رینڈ کارپوریشن Rand Corp کی رپورٹ کا تقابلی جائزہ پیش کیا اور رفقاء کو اس حوالے سے اپنی تجاویز سے آگاہ کیا۔

دوروزے میں پنڈی گھیپ سے دو' اسلام آباد جنوبی سے پانچ' راولپنڈی شرقی سے پانچ اور راولپنڈی کینٹ سے 10 رفقاء شامل ہوئے۔ بعد نماز ظہر رفقاء سے دوروزے کے بارے میں جائزہ لیا گیا۔ بعد نماز عصر تلسہ روڈ لالہ زار کالونی میں دعوتی گشت کیا گیا۔ بعد از نماز مغرب جناب خالد محمود عباسی صاحب ناظم حلقہ پنجاب شمالی نے مسجد حنفیہ میں درس بعنوان ''پل صراط'' دیا۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ اس زندگی کے بعد اصل زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور اس زندگی میں کامیابی کا دارومدار موجودہ زندگی کو احکاماتِ الٰہی کے مطابق گزارنے پر ہے۔ پل صراط کو وہی عبور کر سکیں گے جن کے سینے میں نورِ ایمان ہوگا جس کی روشنی کے سہارے پل صراط کو پار کیا جا سکے گا۔

درس قرآن کے بعد دوروزہ کا اختتام ہوا۔ اس دوروزے میں طعام کی تمام تر ذمہ داری فاروق قریشی صاحب نے سرانجام دیئے۔ اللہ ان کو اور ان کے اہل خانہ کو اخروی نجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! (رپورٹ: ضیاء شاہد)

آیئے! وقت کو قیمتی بنایئے خود سیکھیے اور سکھایئے

گلی گلی کوچہ کوچہ دعوت دین پہنچایئے

خیر الناس من ینفع الناس بن کر اعلائے کلمۃ اللہ میں جت جایئے

سہ روزہ' ہفت روزہ پروگراموں میں وقت دے کر اپنے فکر کے استحکام' حرکی تربیت حاصل کریں' داعی الی اللہ بنیں اور دیگر تنظیمی و انتظامی اُمور میں حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے لئے قبول فرمائے۔ آمین!

**سہ روزہ دعوتی پروگرام**

24 تا 26 ستمبر 2004ء

حلقہ سندھ زیریں

سہ روزہ پروگرام میں شامل ہونے والے حضرات 23 ستمبر شام تک فلیٹ نمبر 1' حق سکوائر پہلی منزل' بلاک نمبر C-13 عقب اشفاق میموریل ہسپتال' یونیورسٹی روڈ' گلشن اقبال' کراچی۔ فون: 0300-9279348-4993464

منجانب: شعبہ دعوت و تفریغ اوقات' تنظیم اسلامی

III&E, CAIR, TINA, CIC — becomes a potential terrorist threat. Names are irrelevant. Just name any on the long list of Muslim organizations and there you will find a flavour of Islamic ideology behind it, making it eligible to appear on future U.S. Department of State's annual reports on Patterns of Global Terrorism.

Actually, the basic principle for banning these organizations has already been officially set in place by the 9/11 Commission's report. No one could think of such a development on September 12, 2001. Very few may now believe that that the days of Muslim organizations, in whatever name and in whatever form they may be, are numbered as well.

It is time for these organizations to come out of their obsession of shinning their own little shops and chalk out a comprehensive strategy for facing the onslaught of unimaginable magnitude. They have to speak with one voice, promoting a single agenda. If they could not stand together, they will definitely doom together because in the new scheme of things, Muslims need organizations only to promote secularism. Anything other than that is for promotion of "Islamic ideology," which is illegitimate from now onwards.

The question is: Why has the war on terrorism boiled down to the war on Islamic ideology? Just as terrorism was not fully defined, Islamic ideology is also left vague until the next phase of the war when everything related to Islam will be declared as evil and banned.

Chapter 12, the proposed strategy of the 9/11 Commission's report, the commissioners confuse the wrong root cause with the real root cause of the problem that, "The enemy is not just 'terrorism,' . . . . It is the threat posed by Islamist terrorism. . . . [Extremist Islam] is further fed by grievances stressed by Bin Ladin -- against the U.S. military presence in the Middle East, policies perceived as anti-Arab and anti-Muslim, and support of Israel. Bin Ladin and Islamist terrorists mean exactly what they say: to them America is the font of all evil, the 'head of the snake,' and it must be converted or destroyed."

Osama is not the root cause. He is absolutely irrelevant — just a name. The situation would have come to this anyway and anyone could have been in his place. The real root causes are not just "perceived" as "US military presence," "support of Israel" and its "policies." These are the real root causes. This is what Muslims really feel. This is what Muslims have been experiencing. They are bearing the consequences of these causes for more than half a century — irrespective of Osama's listing and repeating these to everyone ear or not. And this is what non-Muslims, formerly working with the CIA have come to realize that 9/11 Report is "blinkered on causes of terrorism." [3]

As long as this simple truth is not accepted, many among Muslims and non-Muslim will live in denial that this is a war on Islam. They may not accept it until they witnessed the unparallel holocaust of Muslims on global level. By then, it will definitely be too late to realize the reality of the raging war.

We, as human beings, are left with just two options:

a). Accept that this is a war on Islam because humanity does not care about the message from its creator to do what is required of it. In this case the US and its allies will have to end all their occupations and let Muslims live by Islam without any outside interference. or

b). Get ready for the holocaust of Muslims and global chaos towards the ultimate tragedy of human history.


ان شاء اللہ العزیز رفقائے تنظیم اسلامی کا سالانہ

# کُل پاکستان اجتماعِ عام

**7 تا 9/ اکتوبر 2004ء** (بروز جمعرات' جمعہ' ہفتہ)

فردوسی فارم سادھوکے میں منعقد ہوگا

☆ اجتماع کا آغاز 7/ اکتوبر (جمعرات) 4 بجے سہ پہر ہوگا اور یہ 9/ اکتوبر (ہفتہ) نماز ظہر تک جاری رہے گا۔

☆ اس اجتماع میں تمام ملتزم و مبتدی رفقاء شریک ہوں گے۔

☆ رفقاء و احباب سے درخواست ہے کہ:

1) انتظامات کو بہتر بنانے کے حوالہ سے اپنی تجاویز زیر دستخطی کو 20 ستمبر تک ارسال کردیں۔

2) امراء و ناظمین حلقہ جات شرکت کرنے والے رفقاء و احباب کی تعداد سے 20 ستمبر تک آگاہ کردیں۔

3) سندھ و بلوچستان کے امراء اپنے ان رفقاء کی تعداد الگ تحریر کردیں جنہیں واپسی سفر بذریعہ ریل کرنا ہوگا اور ان کی سیٹیں لاہور سے بک ہونا ہوں گی۔

4) اجتماعی طور پر بذریعہ بس سفر کرنے والے رفقاء کو واپسی پر لاہور اور گوجرانوالہ سٹیشن پر پہنچا دیا جائے گا۔ اس سہولت سے فائدہ اٹھانے والے رفقاء کی تعداد سے بھی 20 ستمبر تک آگاہ کردیا جائے۔

(اس اجتماع میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے)

المعلن: **مرزا ایوب بیگ**' ناظم سالانہ اجتماع

866-N پونچھ روڈ' سمن آباد' لاہور فون: 7520902-7584627

ای میل: lahore@tanzeem.org

[redacted]d. No. LRL -50 No. 35

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

**View Point**

**Abid Ullah Jan**
(e-mail: Abidjan@tanzeem.org)

# THE REAL WAR RAGE ON

ome Muslims were labelled as "Islamists" for their views that the "war on terror" is, in fact, a war on Islam. The rejectionists consoled themselves with Bush's retracting his reference to "crusade" in a speech.

It is now encouraging to see that truth, at least, is overcoming lies and deceit. Politicians from both parties in the US, staunch supporters of Bush administration, and a majority of political analysts are now feeling confident to come out and truthfully define the war in exactly those terms.

It is an utter humiliation for those who now find it impossible to live in denial and hide the reality behind rhetoric. Now not only facts are speaking for themselves but also they are clueless in an environment in which the actual war lords admit to their real intentions.

**Intentions**

Let us look at the intentions: Buried in the heart of The 9/11 Commission Report is a shocking conclusion. In the chapter entitled, "What to Do?," the Commission concludes the enemy is not just terrorism, what it terms "some generic evil," but specifically Islamist terrorism [report's emphasis].

With the stroke of a pen, the authors of the 9/11 report appear to have not redefined the War on Terrorism, converting it into a War on Islamist terrorism alone - it was so from day one. What they have actually done is slapped all those in the face who have refused to come out of their denial.

Three days before the 9/11 Commission released its report, the Committee on Present Danger (CPD), a group founded in the early days of the Cold War, announced its reactivation.

In describing "The Nature of the Global Threat," CPD explains on its website (www.fightingterror.org) that it has been reactivated "because of the threat posed to America--and democracy everywhere--by Islamist terror organizations." Their posted Mission Statement reads in part: "Our mission is to educate the American people about the threat posed by a global Islamist terror movement; to counsel against appeasement and accommodation with terrorists."

In a Washington Post op-ed published on July 20, 2004, the same day as the CPD press conference, Senators Kyl and Lieberman argued "the world war against Islamic terrorism is the test of our time."

To support these intentions, it is not the only the Americans such as Daniel Pipes and David Brooks of the New York Times, who wrote: "We are facing, the [9/11 Commission] report notes, a loose confederation of people who believe in a perverted stream of Islam that stretches from Ibn Taimaya to Sayyid Qutb. Terrorism is just the means they use to win converts to their cause." [1]

There are their British counterparts. The leading British paper, Sunday Telegraph, published an article by Will Cummins, which also warned of Islam's "black heart", which he said should be the focus of our fear, rather than its "black face". He also claimed that "all Muslims, like all dogs, share certain characteristics" - among which is the desire to eradicate, one way or another, all those who do not share their faith.

Substitute any other religion and ethnic or religious minority for "Muslims" and "Islam" to get a sense of not only the consequences but also the reality that the total silence shows who is the target and why is this approving silence. Instead, others like Anthony Browne kept on breaking new Islamophobic grounds. Anthony Brown's cover line was: "The Muslims are Coming."

In Italy the country's biggest-selling newspaper, Corriere della Sera, published a book by a veteran journalist which warns of an Arab invasion of Europe. In the book Oriana Fallaci makes sweeping criticisms of authorities for failing to stop Europe becoming "Eurabia" and "a colony of Islam." [2] The newspaper hails Fallaci as "a woman who has the courage to write the truth."

Nicholas Kristoff wrote in NY Times (August 04): "Muslim fundamentalists regard the Koran - every word of it - as God's own language, and they have violently attacked freethinking scholars as heretics. So Muslim intellectuals have been intimidated, and Islam has often been transmitted by narrow-minded extremists." Please note the bottom line: Those who believe Qur'an as the word of Allah are "fundamentalist" and all transmission of Islam so far has taken place at the hands of "extremists."

Reality

Now look at the facts: Enumerating Islamophobic comments, instances and intentions will never end in the space of an article or a book. So let move to the facts.

According to the U.S. Department of State's annual report, Patterns of Global Terrorism 2003 (www.state.gov), released in April 2004, there are 76 organizations listed as either "Designated Foreign Terrorist Organizations" or "Other Terrorist Groups." Of the total, only 36, less than half, are Islamic in orientation and membership. The remaining 40 groups, 53% of the total, have nothing to do with Islam at all. Examples of the latter are the Cambodian Freedom Fighters, Irish Republican Army, and Peru's Sendero Luminoso.

Of the remaining 36 organizations, 29 of them--or 80%--are country-specific, which have nothing to do with the US. If a group is struggling to establish Islamic State in Algeria, what has it to do with terrorist attacks on the US? At least six of the organizations in this category are merely focused on the liberation of Kashmir, and another three are working from independence of Chechnya. Five of the organizations are trying to coerce the Israeli government into ending it occupation, ethnic cleansing, state terrorism and apartheid policies.

In short, while most of the 29 country-specific groups look for justification of their struggle in the principles of Islam, their goal is to persuade tyrannical establishments of the concerned governments to make significant political and territorial concessions to the oppressed populations. None of them have declared a war on the US. And in Ronald Bruce words in his latest article in Foreign Policy in Focus, "while many of these groups sympathize with al-Qaida, area specialists agree that almost none of them appear to have command-and-control ties with the Osama bin Laden organization."

The most important thing to note is that as a result of changing the slogan from a "war on terrorism" to a "war on ideology," the list of "Islamic terrorist" organisations will grow from a few today to hundreds in a short period of time because on this basis every Muslim organisation — whether that is ISNA or ICNA; IANA or IONA; IIIT or